Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

خلفائے محدث بریلوی علیہ الرحمۃ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
(ایم اے۔ پی ایچ ڈی)

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)
(اسلامی جمہوریہ پاکستان)
www.imamahmadraza.net

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

ISBN No. 978-969-9266-04-1

مسلسل اشاعت کا ۳۰ واں سال

ماہنامہ

معارفِ رضا
کراچی

جلد : 30 شمارہ : 5

مئی ۲۰۱۰ء/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

خصوصی معاونین

☆ الحاج رفیق احمد برکاتی صاحب
☆ حاجی اختر عبداللہ صاحب (امریکہ)
☆ الحاج شیخ نثار احمد صاحب
☆ الحاج عبدالرزاق تابانی صاحب
☆ سہیل سہروردی/ ادریس سہروردی/ وسیم سہروردی صاحبان
☆ زبیر حبیب صاحب
☆ امجد سعید صاحب
☆ سید مومن علی صاحب

بانیٔ ادارہ: مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ
بفیضانِ نظر: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ
اول نائب صدر: الحاج شفیع محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

مدیرِ اعلیٰ: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری
مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
نائب مدیر: پروفیسر دلاور خان

ادارتی بورڈ

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری (کینیڈا) ☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالودود (ڈھاکا، بنگلہ دیش)
☆ پروفیسر ڈاکٹر ناصرالدین صدیقی قادری (کراچی) ☆ ریسرچ اسکالر سلیم اللہ جندران (منڈی بہاؤالدین)
☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد حسن امام (کراچی) ☆ پروفیسر محمد آصف خان علیمی (کراچی)
☆ مولانا اجمل رضا قادری (گوجرانوالہ)

مشاورتی بورڈ

☆ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری ☆ پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ☆ حاجی عبداللطیف قادری
☆ سید صابر حسین شاہ بخاری ☆ حافظ عطاء الرحمٰن رضوی ☆ ریاست رسول قادری
☆ پروفیسر ڈاکٹر انوار احمد خان ☆ کے۔ ایم زاہد ☆ مجاہد محمد رفیق نقشبندی
☆ محمد طفیل قادری ☆ خلیل احمد

منیجر: اشرف جہانگیر
آفس سیکریٹری/ پروف ریڈر: ندیم احمد ندیم قادری نورانی
شعبۂ سرکولیشن/ اکاؤنٹس: محمد شاہ نواز قادری
کمپیوٹر سیکشن: عمار ضیاء خاں/ مرزا فرقان احمد

ہدیہ فی شمارہ: 30 روپے
سالانہ: عام ڈاک سے: -/300 روپے
رجسٹرڈ ڈاک سے: -/350 روپے
بیرونِ ممالک: 30 امریکی ڈالر سالانہ

دائرے میں سرخ نشان ممبر شپ ختم ہونے کی علامت ہے۔ زرِ تعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

نوٹ

رقم دستی یا منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام ''ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا'' ارسال کریں، چیک قابلِ قبول نہیں۔
ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 45-5214 حبیب بینک لمیٹڈ، پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی۔

نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار/ مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا۔)

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

فہرس

مقالہ نگار حضرات اپنی نگارشات ہر انگریزی ماہ کی ۱۰ تاریخ تک ہمیں بھیج دیا کریں، مقالہ تحقیقی مع حوالہ جات ہو، ۵ صفحات سے زیادہ نہ ہو، کسی دوسرے جریدے یا ماہنامے میں شائع شدہ نہ ہو۔ اس کی اشاعت کا فیصلہ ادارے کی مجلسِ تحقیق و تصنیف کرے گی۔ (ادارتی بورڈ)

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

محمد مظہرِ کامل ہے حق کی شانِ عزّت کا

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

محمد مظہرِ کامل ہے حق کی شانِ عزّت کا
نظر آتا ہے اِس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

یہی ہے اصلِ عالم، مادّہ ایجاد خلقت کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

گنہ مغفور، دل روشن، خنک آنکھیں، جگر ٹھنڈا
تعالیٰ اللہ ماہِ طیبہ عالم تیری طلعت کا

نہ رکھی گل کے جوشِ حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغِ رسالت کا

بڑھا یہ سِلسلہ رحمت کا دورِ زلفِ والا میں
تسلسل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظلمت کا

صفِ ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
گنہگارو! چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنّت کا

سکھایا ہے یہ کس گستاخ نے آئینہ کو یارب
نظارہ روئے جاناں کا بہانہ کرکے حیرت کا

اِدھر امّت کی حسرت پر اُدھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہوگا گردشِ چشمِ شفاعت کا

بڑھیں اِس دَرجہ موجیں کثرتِ افضالِ والا کی
کنارہ مل گیا اس نہر سے دریائے وحدت کا

خمِ زلفِ نبی ساجد ہے محرابِ دو ابرو میں
کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کارانِ امّت کا

مدد اے جوششِ گریہ بہادے کوہ اور صحرا
نظر آجائے جلوہ بے حجاب اس پاک تربت کا

ہوئے کمخوابِ ہجراں میں ساتوں پردے کمخوابی
تصور خوب باندھا آنکھوں نے استارِ تربت کا

یقیں ہے وقتِ جلوہ لغزشیں پائے نگہ پائے
ملے جوشِ صفائے جسم سے پابوس حضرت کا

یہاں چھڑکا نمک واں مرہمِ کافور ہاتھ آیا
دلِ زخمی نمک پروردہ ہے کس کی ملاحت کا

الٰہی! منتظر ہوں وہ خرامِ ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخوابِ بصارت کا

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو
مگر سدِّ ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

زبانِ خار کِس کِس درد سے اُن کو سناتی ہے
تڑپنا دشتِ طیبہ میں جگر افگارِ فرقت کا

سرھانے ان کے بسمل کے یہ بیتابی کا ماتم ہے
شہِ کوثر ترحّم تشنہ جاتا ہے زیارت کا

جنھیں مَرقد میں تا حشر اُمّتی کہہ کر پکارو گے
ہمیں بھی یاد کرلو اُن میں صدقہ اپنی رحمت کا

وہ چمکیں بجلیاں یارب تجلّیہائے جاناں سے
کہ چشمِ طور کا سُرمہ ہو دِلِ مشتاق رُویت کا

رضائے خستہ جوشِ بحرِ عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن اُن کی رحمت کا

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

اے رضا مرتبہ کتنا ہوا بالا تیرا

کلام: علامہ ابراہیم خوشتر صدیقی علیہ الرحمۃ

اے رضا مرتبہ کتنا ہوا بالا تیرا
ہند تو ہند، عرب میں ہوا شہرہ تیرا

نام اعلیٰ ہے ترا حضرتِ اعلیٰ تیرا
کام اولیٰ ہے ترا اے شہِ والا تیرا

کارِ تجدید ادا کرتا تھا خامہ تیرا
سر پہ باطل کے اٹھا کرتا تھا تیغا تیرا

نسبتِ آلِ رسولی بھی عجب نسبت ہے
غوث تک لے گیا تجھ کو یہ وسیلہ تیرا

اس صدی کا تو مجدد، تو زمانے کا امام
اہلِ حق چلتے ہیں جس پر وہ ہے رستہ تیرا

تجھ کو اللہ نے ہر فضل عطا فرمایا
کون سا علم کہ جس میں نہیں حصہ تیرا

ہر جگہ منظرِ اسلام نظر آتا ہے
تیرا گھر، کوچہ و بازار محلّہ تیرا

مسلکِ حق کی ضمانت ہے ترا نام رضا
شانِ تحقیق ادا کرگیا خامہ تیرا

مصطفیٰ کا ترے خادم ترے حامد کا غلام
خوشترِ بندۂ دربار ہے تیرا تیرا

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

﴿اپنی بات﴾ جامعات کا نصاب اور تصانیفِ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

اللہ عزوجل نے اگرچہ انسان کی تعلیم کا بھرپور بندوبست فرمایا۔ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے آخر میں معلمِ اعظم بلکہ معلم کائنات بناکر دنیا میں ایک مبسوط نصاب (Syllabus) کتابِ مبین کے ساتھ دنیا میں بھیجا۔ معلم کائنات نے اول مکۂ مکرمہ کے گھر کو اول درجہ بنایا اور بعد میں مدینہ منورہ کو ہمیشہ کے لیے درسگاہ بناکر لوگوں کو اس نصاب کی بھرپور تعلیم دی۔ قرآن نے آپ کو اس کتابِ مبین کا مکمل عالم قرار دیا جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

اَلرَّحْمٰنُ o عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَيَانَ o (سورۃ الرحمن: ۱-۴)

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ماکان و ما یکون کا بیان انھیں سکھایا۔ (ترجمۂ کنزالایمان)

اور ہمارے لیے دوٹوک ارشاد فرمایا:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (سورۃ الحشر: ۷)

اور جو کچھ تمھیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (ترجمۂ کنزالایمان)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوّلین تلامذہ صحابۂ کرام اور صحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ جنہوں نے اس نصاب یعنی قرآن اور صاحبِ قرآن کی ایک ایک بات کو اپنے ذہنوں میں رچابسا لیا تھا اور اس پر مکمل عمل فرمایا۔ اس نصاب کو صحابۂ کرام نے اپنے اپنے گھروں میں عمومی طور پر اور کچھ صحابۂ کرام نے خاص طور پر تابعین کی جماعت میں فی سبیل اللہ خدمت کرتے ہوئے منتقل کیا۔ اور انہوں نے تبع تابعین کی جماعت میں منتقل کیا۔ اس دوران اس نصاب کی تشریحات کے لیے نئے نئے مضامین اور اُن کے اصول مرتب کیے جانے لگے۔ اور گھروں سے یہ تعلیم باقاعدہ مدارس میں منتقل ہونے لگی۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ نصاب تشریحات کے لحاظ سے بڑھتے چلے گئے اور پھر ان تشریحات کو سمجھانے کے لیے کتابیں لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہاں تک کہ ایک ایک موضوع پر متعدد کتب لکھی جانے لگیں۔ اس دوران خیالات اور اختلافات بھی بڑھتے چلے گئے۔ چنانچہ مختلف مذاہب اور پھر مختلف عقائد کے باعث بظاہر یہ نصاب بہت بڑھ گیا۔ اب ہر جگہ نصاب اپنے عقائد اور خیالات کے مطابق مرتب کیا جانے لگا۔ جس کی وجہ سے طالبِ علم حقائق سے دور ہوتا چلا گیا۔ اور وہ جس مذہب یا جماعت کا نصاب پڑھتا وہ اُسی کو درست سمجھتا۔ یہ صورتحال اب شدت اختیار کرتی جارہی ہے بالخصوص برِّصغیر پاک وہند میں یہ شدت عروج پر ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے مدارس کا اگر جائزہ لیا جائے تو وہاں اصل نصاب قرآن و حدیث کو اپنے خیالات اور اپنے عقائد کے مطابق کر کے پڑھایا جاتا ہے مگر دنیاوی علوم کی درسگاہوں اور خاص کر جامعات میں ایک ہی نصاب مرتب کیا جاتا ہے اگرچہ پڑھانے والے مختلف الخیال افراد ہوتے

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

ہیں مگر وہ اُسی ایک نصاب کو پڑھاتے ہیں۔ اور اِن جامعات میں یہ کوشش بھی کی جاتی ہے کہ نصاب بناتے وقت ایسا نصاب مرتب کیا جائے کہ کسی بھی خیالات کے لوگوں کی دل آزاری نہ ہو اور وہ نکات پڑھائے جائیں جس میں اختلافی باتیں کم ہوں۔ لیکن پاکستان کی جامعات میں اس پر عمل درآمد نہ ہوا۔ اکثر جامعات میں ایک ہی مذہب کے لوگوں کی اجارہ داری نظر آتی ہے۔ چنانچہ جو بھی نصاب اور بالخصوص اسلام کے حوالے سے نصاب تیار کیا گیا وہ کسی ایک مخصوص رجحان رکھنے والی جماعت کا نصاب نظر آتا ہے ۔ یہ سلسلہ پاکستان میں پچھلے ساٹھ سال سے قائم ہے اور اس کو بدلنے کی کوششیں نہ کی جاسکیں مگر اب صورتحال مختلف ہے اب جامعات میں بھی تمام خیالات کے علما کو جگہ دی جاتی ہے۔ چنانچہ جامعات میں بی۔ ایس اور ماسٹرز لیول کے کورس میں اب علمائے اہلسنت کی خدمات اور اُن کی قلمی شاہکار کو بھی پذیرائی حاصل ہو رہی ہے۔ یہ سب تبدیلیاں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی پچھلی تیس سالہ کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے اپنے قیام (۱۹۸۰) کے بعد سے زیادہ تر توجہ جامعات اسکولز اور کالجوں کے اساتذۂ کرام اور طالبِ علموں کی طرف مذکور رکھی۔ چنانچہ ابتدا میں امام احمد رضا اور دیگر علمائے اہلِ سنت کو ان اداروں میں متعارف کرانے کی کوششیں کی گئیں اور اس حوالے سے بعض اسکولوں، کالجوں اور جامعات میں امام احمد رضا اور علمائے اہلِ سنت کے کارناموں کے حوالے سے پروگرام منعقد کیے گئے اور اس طریقے سے امام احمد رضا اور علمائے اہلِ سنت کا تعارف جامعات اور اسکول اور کالجوں کے اساتذۂ کرام تک پہنچایا گیا۔ نتیجۃً ان شخصیات کے تعارف کے بعد پھر ریسرچ کا سلسلہ شروع کرایا گیا۔ تاکہ مدلل تصنیفات اور تحقیقات سامنے آسکیں۔ چنانچہ پچھلے تیس سالوں میں جامع پنجاب، جامعہ بہاولپور، جامعہ کراچی، جامعہ سندھ اور اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی جیسی اہم جامعات میں بیسیوں ایم۔ فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی لیول کی تحقیقات کرائی گئیں۔ ساتھ ہی ملک کے بے شمار ایجوکیشنل کالجز میں بی۔ ایڈ اور ایم۔ ایڈ لیول کی ریسرچ کرائی گئی جس کے باعث بے شمار تحقیقی مقالات سامنے آئے۔ الحمدللہ پاکستان کی مختلف جامعات کے مختلف شعبوں میں بالخصوص شعبۂ اسلامیات، شعبۂ اردو، شعبۂ پاکستان اسٹڈیز، شعبۂ سیاسیات اور ہسٹری جیسے مضامین میں امام احمد رضا اور علمائے اہلسنت کی تصنیفات اُن کے نصاب میں شامل کروانے کی کوششیں آج بھی جاری وساری ہیں۔ حال ہی میں پاکستان کی سب سے بڑی جامعہ، جامعہ کراچی کے شعبہ شیخ زاید اسلامک سینٹر میں بی۔ ایس اور ایم۔ ایس لیول کے نئے نصاب کی منظوری دی گئی جس میں جامعہ کراچی کے شیخ الجامعہ جناب پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی اور احقر کی کاوشوں کے باعث سینٹر کے نصاب میں کئی پرچوں کے اندر امام احمد رضا اور دیگر علمائے اہلِ سنت کی متعدد کتب کو ریفرنس اور ٹیکسٹ بک کے طور پر شامل کیا گیا ہے جس کی تفصیل آگے پیش کی جارہی ہے، اس سے قبل بھی جامعہ کراچی کے شعبۂ قرآن و سنّہ میں جب ایم۔ اے کا نصاب منظور کیا گیا تھا اُس میں بھی احقر کی کاوشوں کے باعث متعدد پرچوں میں امام احمد رضا کی تصنیفات کو شامل کیا گیا اور حال ہی میں جامعہ کراچی کے ایک اور شعبہ اسلامک لرننگ میں جس کا نیا سلیبس حال ہی میں منظور کیا گیا ہے اُس میں بھی کئی کورسز میں امام احمد رضا اور علمائے اہلِ سنت کی کتابوں کو شامل کیا گیا ہے جس

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

کی تفصیل آئندہ پیش کی جائے گی:

سر دست شیخ زاید اسلامک سینٹر کے نصاب میں شامل مختلف کورسز میں امام احمد رضا اور علمائے اہلِ سنت کی جو کتب منظور کی گئی ہیں اُس کی تفصیل ملاحظہ کیجیے:

کورس نمبر 311: اسلامیات (لازمی)

ا۔ ضیاء القرآن، از پیر کرم شاہ الازہری

کورس نمبر 341: تفسیر بہ اصولِ تفسیر

ا۔ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن از امام احمد رضا، خزائن العرفان، از علامہ سیّد نعیم الدین مرادآبادی، نورالعرفان، از مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی، تفسیر الحسنات از مولانا ابوالحسنات قادری صاحب۔

کورس نمبر 342: تفسیر واصول تفسیر

ضیاء القرآن از پیر کرم شاہ الازہری، تفسیر نعیمی، از مفتی احمد یار خان نعیمی، خزائن العرفان، از مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی، اور فضائل قرآن از مولانا افتخار احمد مصباحی۔

کورس نمبر 411: اسلامی تاریخ

ضیاء النبی از پیر کرم شاہ الازہری، سیرت النبی جانِ عالم از علامہ سید سعادت علی قادری، کمالِ مصطفیٰ از سید محمد اسمٰعیل رضا ذبیح، سیرت النبی از علامہ نور بخش توکلی، الزلال الانقیٰ (فضیلت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) از امام احمد رضا خاں قادری، غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی و الصدیق، از امام احمد رضا۔

کورس نمبر 411: فقہ / اصولِ فقہ

بہارِ شریعت از مولانا امجد علی اعظمی، فتاویٰ رضویہ جلد ۵ تا ۸ امام احمد رضا فاضل بریلوی، اصولِ فقہِ اسلام از مفتی منیب الرحمٰن۔

کورس نمبر 442: فقہ

فتاویٰ رضویہ از امام احمد رضا بریلوی، وقار الفتاویٰ از مفتی وقار الدین صاحب۔

کورس نمبر 511: تمدنِ اسلام

نظامِ مصطفی از علامہ شمس بریلوی۔

کورس نمبر 541: اصول و تاریخ حدیث

جامع الاحادیث از علامہ محمد حنیف خاں رضوی (افادات از کتبِ امام احمد رضا بریلوی)، الهاد الکاف فی حکم الضعاف از امام احمد رضا بریلوی، الفضل الموہبی از امام احمد رضا، فیوض الباری از علامہ سید محمود رضوی، تذکرۃ المحدثین از علامہ غلام رسول سعیدی۔

کورس نمبر 512: اسلام اور سائنس

اس کورس میں امام احمد رضا کو دیگر سائنس دانوں کے ساتھ مسلمان سائنس داں کے طور پر پڑھایا جائے گا۔

ردِّ فلسفۂ قدیم، امام احمد رضا بریلوی، الکشف شافیہ از امام احمد رضا بریلوی، الصمصام فی مشکک فی آیات علوم الارحام، از امام احمد رضا بریلوی، مقامع الحدید علیٰ خد المنطق الجدید، از امام احمد رضا بریلوی، اور قرآن سائنس اور امام احمد رضا از مجید اللہ قادری۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

کورس نمبر 542: حدیث

مراٰۃ المصابیح شرح مشکوٰۃ از مفتی احمد یار خاں نعیمی، الھاد الکاف فی حکم الضعاف از امام احمد رضا، منیر العین فی حکم التقبیل الابھامین از امام احمد رضا اور الفضل الموھبی از امام احمد رضا بریلوی۔

کورس نمبر 522: سیرت النبوی اور مستشرقین

ضیاء النبی از پیر کرم شاہ الازہری، سیرت النبی جانِ عالم، از علامہ سیّد سعادت علی قادری، فضائل الخصائص سید المرسلین از امام احمد رضا بریلوی، رسالہ اعتقاد الاحباب از امام احمد رضا بریلوی۔

کورس نمبر 611: ادیان مذاہب کا تقابلی مطالعہ

فتاویٰ رضویہ جلد ۹ از امام احمد رضا بریلوی، حیات الموات فی بیان سماع الاموات از امام احمد رضا بریلوی، کتاب الشتہ رد بد مذہبان فتاویٰ رضویہ امام احمد رضا بریلوی۔

کورس نمبر 631: کائنات اور حیات

تشریح افلاک و علم توقیت و تقویم فی فتاویٰ رضویہ از امام احمد رضا بریلوی، فلسفہ طبعیات اور نجوم، فتاویٰ رضویہ از امام احمد رضا بریلوی، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از امام احمد رضا بریلوی قرآن سائنس اور امام احمد رضا، از مجید اللہ قادری۔

کورس نمبر 641: اسلام اور جدید معاشرتی نظریات

معاشرتی مسائل از فتاویٰ رضویہ (جلد اول، دوم) امام احمد رضا بریلوی، معاشی مسائل، فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم امام احمد رضا بریلوی، اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام از امام احمد رضا بریلوی۔

کورس نمبر 642: (الف) فلسفہ و علم الکلام

عقائد و کلام از فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا بریلوی۔

کورس نمبر 642: (ب) اخلاق و تصوف

اس کورس میں امام احمد رضا کو دیگر مشائخ کے ساتھ بحیثیتِ صوفی پڑھایا جائے گا۔

الکلمۃ الملھمہ از امام احمد رضا بریلوی، تصوف و طریقت و آدابِ شریعت، از امام احمد رضا بریلوی، مقال العرفاء باعزاز الشرع العلما از امام احمد رضا بریلوی۔

کورس نمبر 411: (ب) جدید مصادر و مراجع کا مطالعہ

کنز الایمان از امام احمد رضا بریلوی، خزائن العرفان از علامہ نعیم الدین مرادآبادی، تفسیر نعیمی از مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی، تبیان القرآن از مولانا غلام رسول سعیدی۔

کورس نمبر: 741 (الف) فقہ کا تحقیقی مطالعہ

اجلی الاعلام از امام احمد رضا بریلوی اطائب الصیّب علیٰ ارض الطیب از امام احمد رضا بریلوی، اظہار الحق الجلی از امام احمد رضا بریلوی۔

انشاء اللہ آئندہ شمارے میں ہم وفاقی اردو یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامی کے نصاب میں شامل کی جانے والی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور دیگر علمائے اہلسنت کی کتب کی تفصیل پیش کریں گے۔

اس سال ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے اپنی تیسویں سالانہ کانفرنس کا انعقاد جامعہ کراچی کے شیخ زاید اسلامک سینٹر میں کیا۔ اس کانفرنس کی صدارت شیخ الجامعہ پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی صاحب فرما رہے تھے جبکہ

Digitally Organized by
www.imamahmadraza.net

مہمانِ خصوصی کے لیے جامعہ سندھ کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر نذیر احمد مغل کو مدعو کیا گیا تھا مگر اچانک مصروفیات کے باعث وہ تشریف نہ لاسکے اور انہوں نے اپنی نمائندگی کے لیے اپنے ہی جامعہ کے شعبۂ عربی کے صدر پروفیسر ڈاکٹر حافظ شیخ عبدالغنی صاحب کو بھیجا تھا جنہوں نے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شرکت فرمائی۔

یہ کانفرنس ۱۰/اپریل ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ شیخ زاید اسلامک سینٹر کے آڈیٹوریم میں منعقد کی گئی تھی اور اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے صدر جناب سید وجاہت رسول قادری صاحب نے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی کی جانب سے اُن تمام کتابوں کا تحفہ جو شیخ زاید اسلامک سینٹر کے نصاب میں شامل کی گئیں تھیں شیخ الجامعہ کے توسل سے سینٹر کی لائبریری کے لیے تحفۃً پیش کیا۔ اس کے علاوہ فتاویٰ رضویہ کی بتیس 32 جلدوں پر مشتمل ایک مکمل سیٹ ادارے کی تمام مطبوعہ کتابوں کے ساتھ پیش کیا گیا جس کا شیخ الجامعہ نے نہ صرف شکریہ ادا کیا بلکہ اس کو بہت بڑا علمی خزانہ قرار دیا۔ اور اس عزم کا اظہار کیا کہ یہ event یعنی سالانہ امام احمد رضا کانفرنس ہر سال جامعہ کراچی میں ہی منعقد کی جائے تاکہ یہاں کے اہلِ علم امام احمد رضا کی تعلیمات سے بھرپور استفادہ کرسکیں۔

مہمانِ خصوصی جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالغنی صاحب نے امام احمد رضا کے ترجمہ کنزالایمان کو تمام اُردو تراجم کی صف میں سب سے زیادہ نمایاں اور مستند اور ہر قسم کی اغلاط اور گستاخیوں سے محفوظ قرار دیا اور اس بات پر زور دیا کہ ترجمۂ قرآن کے سلسلے میں جامعات ہی میں نہیں بلکہ ہر جگہ امام احمد رضا کے ترجمے سے ہی استدلال کیا جائے تاکہ قرآنِ کریم کی صحیح ترجمانی لوگوں کے اذہان تک منتقل ہوسکے۔

اس کانفرنس میں پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید صاحب، سابق صدر شعبہ اسلامک کلچر، سندھ یونیورسٹی، پروفیسر ڈاکٹر ممتاز بھٹو صاحبہ سابق ڈین معارفِ اسلامیہ جامعہ سندھ، اور پروفیسر ڈاکٹر انوار احمد خاں موجودہ چیئرمین شعبہ اسلامیات جامعہ سندھ پر مشتمل سندھ یونیورسٹی، جامشورو کے ایک وفد نے بھی خصوصی شرکت فرمائی۔

اس کے علاوہ جامعہ کراچی کے متعدد اور مختلف شعبہ جات کے پروفیسر حضرات نے اور کثیر تعداد میں طالبِ علموں نے شرکت کی۔ یہ کانفرنس ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی تیس سالہ کاوشوں کا ایک اہم سنگِ میل ہے کیونکہ جو کوششیں پچھلے تیس سالوں سے ادارہ انجام دے رہا تھا اس سال جامعہ کراچی میں کانفرنس کا انعقاد کرکے ایک بڑی کامیابی حاصل کی۔ اگرچہ اس سے پہلے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے پچھلے سال وفاقی اردو یونیورسٹی کے اندر امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کیا اور اُس سے قبل ۲۰۰۸ میں سرسید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی میں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کیا تھا۔

قارئینِ کرام! ہم اللہ رب العزت کا انتہائی شکر ادا کرتے ہیں کہ اُس نے ہمیں امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی تعلیمات کو آگے بڑھانے کا حوصلہ دیا اور یہ ہمارے ادارے کے اسلاف کی دعاؤں اور محنتوں کا نتیجہ ہے بالخصوص پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب حضرت علامہ شمس بریلوی صاحب حضرت علامہ سید ریاست علی قادری صاحب حضرت شیخ حمید اللہ قادری حشمتی صاحب حضرت مولانا محمد شفیع قادری صاحب علیہ الرحمۃ و الرضوان۔ اللہ رب العزت ہمارے ان اسلاف کی نیتوں کو اور خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں اس کام کو آگے بڑھاتے رہنے کی توفیق اور سعادت نصیب فرمائے۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

تفسیرِ رضوی

سورۃ البقرۃ

معارفِ قرآن
من افاضات امام احمد رضا

مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

گذشتہ سے پیوستہ

﴿۴۱﴾ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

شریعت کا حکم یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوں ایک دفعہ میں خواہ برسوں میں کہ ایک ہی دی اور رجعت کر لی پھر دوسری اور رجعت کر لی اب تیسری دی دونوں صورتوں میں عورت اس پر بغیر حلالہ حرام ہے۔

حلالہ کے یہ معنی ہیں کہ اس طلاق کے بعد عورت اگر حیض والی ہے تو تین حیض شروع ہو کر ختم ہو جائیں اور اگر حیض والی نہیں مثلاً نو برس سے کم عمر کی لڑکی ہے یا پچپن برس سے زائد عمر کی عورت ہے اور اس طلاق کے بعد تین مہینے کامل گزر جائیں یا حاملہ ہے تو بچہ پیدا ہولے اس وقت طلاق کی عدت سے نکلے گی، اس کے بعد دوسرے شخص سے نکاح بروجہ صحیح کرے یعنی وہ شوہر ثانی اس کا کفو ہو کہ مذہب نسب چال چلن پیشہ کسی میں ایسا کم نہ ہو کہ اس سے عورت کا نکاح عورت کے اولیاء کے لیے باعثِ بدنامی ہو، یا اگر ایسا کم ہے تو عورت کا ولی نکاح ہونے سے پہلے اس کو یہ جان کر کہ یہ کفو نہیں ہے اس کے ساتھ نکاح کی بالتصریح اجازت نہ دی تو نکاح ہی نہ ہوگا یونہی لڑکی اگر نابالغہ ہے اور اس کے نہ باپ ہے نہ دادا، بھائی، چچا وغیرہ ولی ہیں۔ لوگوں نے کسی غیر کفو سے اس کا نکاح کر دیا جب بھی نکاح نہ ہوا۔ غرض جب شوہر ثانی سے نکاح صحیح طور پر واقع اور اس سے ہم بستری کر لے اور اس کے بعد وہ طلاق دے اور اس طلاق کی عدت اسی طرح گزرے کہ یا تین حیض ہوں اور نہ آتا ہو تو تین مہینے اور حمل رہ جائے تو بچہ پیدا ہونے کے بعد اس کا پہلا شوہر اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ ان میں سے ایک بات بھی کم ہو گئی تو نکاح نہ ہو گا زنا ہوگا۔ (فتاوی رضویہ قدیم ۶۴۴/۵)

خلع کا معاملہ رضامندی پر ہے جب کہ وہ جانے کہ باہم نباہ نہ ہوگا تو زوجہ اپنی خلاصی کے لیے کل مہر چھوڑ دے اور لیا ہوا واپس کر دے اور اس کے سوا اور روپے بھی دے سب جائز ہے۔ قال تعالیٰ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ۔

(۲۳۳) وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ. ☆

اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس اس کے لئے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے؛ اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا اور پہننا ہے حسب دستور؛ کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے مگر اس کے مقدور بھر۔ ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچہ سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے، یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچے کو اور نہ اولاد والا اپنی اولاد کو، اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے، پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم چاہو دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر مضائقہ نہیں جب کہ جو دینا ٹھہرا تھا بھلائی کے ساتھ انہیں ادا کر دو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

﴿۴۲﴾ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

باپ اگر شریف و نجیب ہے تو اولاد بھی شریف و نجیب ہے کہ شرعاً نسب باپ سے لیا جاتا ہے۔ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ. اس پر دال ہے۔ (فتاوی رضویہ قدیم ۱۵۹/۵)

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

(۲۳۴) وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ . ☆

تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو! تم پر مؤاخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

﴿۴۳﴾ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

عدت میں نکاح حرام قطعی ہے بلکہ نکاح تو بڑی چیز ہے قرآنِ عظیم نے عدت میں نکاح کے صریح پیام کو بھی حرام فرمایا۔ نکاح بعد عدت کر لینے کے وعدہ کو بھی حرام فرمایا۔ صرف اس کی اجازت دی ہے کہ دل میں خیال رکھو یا کوئی پہلو دار بات ایسی کہو جس سے بعدِ عدت ارادۂ نکاح کا اشارہ نکلتا ہو، صاف صاف یہ ذکر نہ ہو کہ میں بعدِ عدت تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں یہاں تک کہنا حرام ہے، تو خود نکاح کر لینا کیونکر حلال ہوگا۔ پھر پہلو دار بات بھی عدتِ وفات والی سے کہنا جائز ہے، عدت طلاق والی سے باجماعِ امت وہ بھی جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم ۲۹۷/۵)

فتح القدیر میں ہے:

قوله و لاباس بالتعريض فى الخطبة اراد المتوفى عنها زوجها اذ التعريض لا يجوز فى المطلقة بالاجماع.

اگر کوئی شخص عدت میں نکاح پڑھا دیا کرتا اور اسے حرام و زنا جانتا تو اتنا ہوتا کہ وہ سخت مرتکب کبائر اور زانی و زانیہ کا دلال ہوتا مگر وہ جو اسے جائز بتائے اور قرآنِ عظیم میں تحریف کر کے۔ یترو بصن. کو فقط منع جماع پر حمل کرتا ہے وہ ضرور منکرِ قرآنِ مجید ہے اور اس پر یقیناً کفر لازم۔ اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور اپنے اس قولِ ناپاک کو جھٹلائے اور نئے سرے سے اسلام لائے اس کے بعد اپنی عورت سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم ۲۹۷/۵)

(۲۳۸) حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ . ☆

نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔

﴿۴۴﴾ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

محافظت کرو کہ کوئی نماز اپنے وقت سے ادھر ادھر نہ ہونے پائے، بیچ والی نماز نمازِ عصر ہے۔ اس وقت لوگ بازار وغیرہ کے کاموں میں زیادہ مصروف ہوتے ہیں اور وقت بھی تھوڑا ہے اس لیے اس کی خاص تاکید فرمائی۔

بیضاوی شریف علامہ ناصر الدین شافعی میں ہے:

حافظوا على الصلوات بالاداء لوقتها والمداومة عليها.

نمازوں کی محافظت کرو یعنی وقت پر ادا کرو اور ہمیشہ کرو۔

مدارک شریف میں ہے:

حافظوا على الصلوات داوموا عليها لمواقيتها .

نمازوں پر محافظت کرو یعنی ہمیشہ بروقت پڑھو۔

ارشاد العقل السلیم میں ہے:

حافظوا على الصلوات اى داوموا على ادائها لاوقاتها من غير اخلال بشى منها.

نمازوں پر محافظت کرو یعنی ہمیشہ بروقت پڑھو اور ان میں کسی قسم کا خلل نہ واقع ہونے دو۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم ۲۹۷/۵)

(۲۴۸) وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ.

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے؛ بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر ایمان رکھتے ہو۔

﴿جاری ہے......﴾

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

گذشتہ سے پیوستہ

معارف حدیث
من افاضات امام احمد رضا

۳۔ فضیلتِ علما

کتاب العلم

مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

۲۳۶. عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم: خَمسٌ مِنَ الْعِبَادَةِ، اَلنَّظَرُ اِلَی الْمُصْحَفِ، وَالنَّظَرُ اِلَی الْکَعْبَةِ، وَالنَّظَرُ اِلَی الْوَالِدَیْنِ، وَالنَّظَرُ فِی زَمْزَمَ، وَهِیَ تَحُطُّ الْخَطَایَا، وَالنَّظَرُ فِی وَجْهِ الْعَالِمِ.

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ چیزیں عبادت سے ہیں، مصحف کو دیکھنا، کعبہ کو دیکھنا، ماں باپ کو دیکھنا، زمزم کے اندر نظر کرنا اور اس سے گناہ اترتے ہیں، اور عالم کا چہرہ دیکھنا۔ فتاویٰ رضویہ ۴/۶۱۶۔

۲۳۷. عن عبد الله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم: فَقِیْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ. فتاویٰ رضویه ۴/۶۷۵.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دین کی سمجھ رکھنے والا ایک شخص (عالم) شیطان پر ایک ہزار عابدوں کے مقابلہ میں زیادہ بھاری ہے۔۱۲م

(۲) علما وارثینِ انبیا ہیں

۲۳۸. عن أبی الدرداء رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم: اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا فَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ.

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علما وارث انبیا ہیں، انبیا نے درہم و دینار ترکے میں نہ چھوڑے، علم اپنا ورثہ چھوڑا ہے، جس نے علم پایا اس نے بڑا حصہ پایا۔

(۳) عالم وسلطان عادل کی تعظیم

۲۳۹. عن أبی موسی الأشعری رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم: اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَیْرِ الْغَالِی فِیْهِ وَالْجَافِیْ عَنْهُ وَاِکْرَامُ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بوڑھے مسلمان اور (سنی) عالم اور عادل بادشاہ کی تعظیم میں اللہ ہی کی تعظیم ہیں۔

(۴) اعزاز علما وسادات

۲۴۰. عن میمون بن شبیب رضی الله تعالیٰ عنه: ان عائشة رضی الله تعالیٰ عنها مر بها سائل فاعطته کسرة ومر بها رجل علیه ثیاب وهیئة فاقعدته فاکل، فقیل لها ذلک، فقالت: قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم: اَنْزِلُو النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ.

حضرت میمون بن شبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک سائل کا گزر ہوا، اسے ایک ٹکڑا عطا فرمادیا، پھر ایک شخص خوش لباس شاندار گزرا اسے بٹھا کر کھانا کھلایا، اس بارے میں ام المومنین سے استفسار ہوا فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے لائق برتاؤ کرو۔ فتاویٰ رضویہ ۹/۷۳۔

۲۴۱. عن عبد الله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: القی لعلی کرم الله تعالیٰ وجهه الکریم وسادة فقعد علیها وقال: لا یأبی الکرامة الا حمار.

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کہیں تشریف فرما ہوئے، صاحب خانہ نے حضرت کے لیے مسند حاضر کی، آپ اس پر رونق افروز ہوئے، اور فرمایا: کوئی گدھا ہی عزت کی بات قبول نہ کرے گا۔ فتاویٰ رضویہ ۹/۴۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

[۲] امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

اللہ جل وعلا نے علما و جہلا کو برابر نہ رکھا تو مسلمانوں پر بھی ان کا امتیاز لازم ہے۔ اسی باب سے ہے علمائے دین کو مجالس میں صدر مقام و مسندِ اکرام پر جگہ دینا کہ سلفاً وخلفاً شائع وذائع اور شرعاً وعرفاً مندوب ومطلوب، ہاں علما و سادات کو یہ ناجائز وممنوع ہے کہ آپ اپنے لیے سب سے امتیاز چاہیں اور اپنے نفس کو اور مسلمانوں سے بڑا جانیں کہ یہ تکبر ہے اور تکبر ملک جبار جلّت عظمتہٗ کے سوا کسی کو لائق نہیں، بندہ کے حق میں گناہِ اکبر ہے، اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ، کیا جہنم میں نہیں ہے ٹھکانہ تکبر والوں کا، جب سب علما کے آقا سب سادات کے باپ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہا درجہ کی تواضع فرماتے اور مقام ومجلس وخورش وروش کسی امر میں اپنے بندگانِ بارگاہ پر امتیاز نہ چاہتے تو دوسرے کی کیا حقیقت ہے، مگر مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ سب سے زائد علما و سادات کا اعزاز وامتیاز کریں، یہ ایسا ہے کہ کسی شخص کو لوگوں سے اپنے لیے قیام مکروہ اور لوگوں کا معظمِ دینی کے لیے قیام مندوب، پھر جب اہلِ اسلام انکے ساتھ امتیازِ خاص کا برتاؤ کریں تو اس کا قبول انہیں ممنوع نہیں۔ فتاوی رضویہ ۹/۹۷۳۔

(۵) عالم کی بے ادبی نفاق ہے

۲۴۲. عن جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: ثَلٰثَۃٌ لَا یَسْتَخِفُّ بِحَقِّھِمْ اِلَّا مُنَافِقٌ بَیِّنُ النِّفَاقِ، ذُو الشَّیْبَۃِ فِی الْاِسْلَامِ، وَالْاِمَامُ الْمُقْسِطُ، وَمُعَلِّمُ الْخَیْرِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ہیں جن کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق کھلا منافق، ازاں جملہ ایک بوڑھا مسلمان دوسرا مسلمان بادشاہ عادل، تیسرا عالم کہ مسلمانوں کو نیک بات بتائے۔ فتاوی رضویہ ۱/۹۲۔

(۶) عالم اور جاہل کے گناہ میں فرق

۲۴۳. عن عبد اللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: ذَنْبُ الْعَالِمِ ذَنْبٌ وَّاحِدٌ وَ ذَنْبُ الْجَاھِلِ ذَنْبَانِ، قِیْلَ: وَ لِمَ یا رسول اللّٰہ؟ قال صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: اَلْعَالِمُ یُعَذَّبُ عَلٰی رُکُوْبِہِ الذَّنْبَ، وَالْجَاھِلُ عَلٰی رُکُوْبِہِ الذَّنْبَ وَ عَلٰی تَرْکِ التَّعَلُّمِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عالم کا گناہ ایک گناہ ہے اور جاہل کا گناہ دو گناہ۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! علیک الصلوٰۃ والسلام، کس لیے؟ فرمایا: عالم پر وبال اسی کا ہے کہ گناہ کیوں کیا۔ اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کا اور دوسرا نہ سیکھنے کا۔ فتاوی رضویہ ۹/۷۴۔

حوالہ جات

۲۳۶. الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/۲۴۳
☆ کنز العمال للمتقی، ۴۳۴۹۴، ۱۵/۸۸۱
۲۳۷. الجامع للبخاری، العلم، ۱/۱۶
☆ السنن لابن ماجۃ، المقدمۃ، ۱/۲۰
المسند لاحمد بن حنبل، ۵/۱۹۶
☆ تلخیص الحبیر لابن حجر، ۲/۱۶۴
اتحاف السادۃ للزبیدی، ۱/۷۱
☆ کنز العمال للمتقی، ۲۸۶۷۹، ۱۰/۱۳۵
کشف الخفا للعجلونی، ۲/۲۲
☆ التفسیر للقرطبی، ۴/۴۱
۲۳۹. السنن لابی داؤد، الادب، ۲/۶۶۵
☆ السنن الکبری للبیہقی، ۸/۱۶۳
اتحاف السادۃ للزبیدی، ۸/۳۰۹
☆ الترغیب والترہیب للمنذری، ۱/۱۳۳
۲۴۰. السنن لابی داؤد، الادب، ۲/۶۶۵
☆ اتحاف السادۃ للزبیدی، ۶/۲۶۵
کنز العمال للمتقی، ۵۷۱۷، ۳/۱۰۹
☆ البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، ۸/۹
۲۴۱. مسند الفردوس للدیلمی، ۵/۱۲۱
☆ زہر الفردوس، ۴/۲۲۱
۲۴۲. المعجم الکبیر للطبرانی، ۸/۲۰۲
☆ الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/۲۱۴
۲۴۳. مسند الفردوس للدیلمی، ۲/۲۴۸
☆ کنز العمال للمتقی، ۲۸۷۸۴، ۱۰/۱۵۳
الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/۲۶۴

جاری ہے......

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

تَجَلِّی الْیَقِیْنِ بِاَنَّ نَبِیَّنَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ

۵ ۰ ھ ۳ ۱

(یقین کا اظہار اس بات کے ساتھ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار ہیں)

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پہلی قسط

مسئلہ، از لعل دروازہ، مونگیر معرفت حضرت مرزا غلام قادر بیگ صاحب، غرہ شوال ۱۳۰۵ھ۔

حضرتِ اقدس دام ظلہم! یہاں وہابیہ نے ایک "تازہ شگوفہ" کا اظہار کیا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل المرسلین ہونے سے انکار کیا ہے۔ ہر چند کہا گیا کہ مسئلہ واضح ہے، مسلمانوں کا ہر بچہ جانتا ہے مگر کہتے ہیں قرآن وحدیث سے دلیل لاؤ۔ یہاں کوشش کی، قرآن وحدیث میں دلیل نہ پائی۔ لہٰذا مسئلہ حاضرِ خدمتِ والا ہے۔ امید ہے کہ بہ ثبوتِ آیات و احادیث مسلمانوں کو ممنون فرمائیں گے، فقط۔

الجـــــــــــــــواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہ ط ولو کرہ المشرکون تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا، والی اقوامھم خاصّۃ ارسل المرسلون ھوالذی ارسل نبینا رحمۃ للعلمین فادخل تحت ذیل رحمۃ الانبیآء والمرسلین والملئکۃ المقربین وخلق اللہ اجمعین، وجعلہ خاتم النبیین فنسخ الادیان ولا یسنخ لہ دین، وادخل فی امتہ جمیع المرسلین اذ اخذ اللہ میثاق النبیّین، سبحن الذی اسری بعبدہ لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الی السمٰوٰت العلی الی العرش الاعلی، ثمّ دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنی، فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ ما کذب الفؤاد ما رایٰ افتمرونہ علی ما یری ولقد راہ نزلۃ اُخری، ما زاغ البصر وما طغی وانّ الی ربک المنتھی، وانّ علیہ النشأۃ الاخریٰ یوم لا یجدون شفیعًا الّا المصطفیٰ فلہ الفضل فی الاولی والاخری، والغایۃ القصوی والوسیلۃ العظمی والشفاعۃ الکبریٰ والمقام المحمود والحوض المورود وما لا یُحصی من الصفات العلی والدرجات العلیا فصلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علیہ وعلی الہ وصحبہ وکُل منتم الیہ دائما ابدًا کما یحب ویرضی ھو وربہ العلی الاعلیٰ۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

سب خوبیاں اُسے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچّے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے، اور پڑے بُرا مانیں مشرک، بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر قرآن اُتارا کہ وہ سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔ اور سب رسول خاص اپنی ہی قوموں کی طرف بھیجے گئے۔ اُس نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے جہان کے لیے رحمت بھیجا، تو اُن کے دامنِ رحمت کے نیچے انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین اور تمام مخلوقِ الٰہی کو داخل فرمایا، اور ان کو سب نبیوں کا خاتم کیا، تو اُنھوں نے اور دین نسخ فرمائے، اور اُن کے دین کا کوئی حرف منسوخ نہ ہوگا۔ اللہ نے اُن کی امت میں تمام رسولوں کو داخل کیا، جبکہ خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا۔ پاکی ہے اُسے جو راتوں رات اپنے بندے کو مسجدِ حرام سے لے گیا مسجدِ اقصےٰ تک، بلند آسمانوں تک، عرشِ اعلیٰ تک، پھر نزدیک ہوا تو تجلّی فرمائی، تو دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا۔ پس اپنے بندے کو وحی کی، دل نے جو دیکھا اُس میں شک نہ کیا، تو کیا تم اُن کے دیدار میں جھگڑتے ہو۔ اور قسم ہے بے شک انھوں نے اسے دوبارہ دیکھا۔ آنکھ بیجا نہ چلی اور نہ حد سے بڑھی۔ اور بے شک تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہے۔ اور بے شک اُسے سب کو دوبارہ پیدا کرنا ضرور ہے۔ جس دن کوئی شفیع نہ پائیں گے سوائے مصطفیٰ کے، تو دُنیا اور آخرت میں اُنھیں کے لیے فضیلت ہے، اور سب سے پرلے سرے کی نہایت، اور سب سے بڑا وسیلہ اور سب سے اعظم شفاعت اور وہ مقام جس میں سب اگلے پچھلے اُن کی حمد کریں گے۔ اور وہ حوض جس پر تشنگانِ اُمت آکر سیر اب ہوں گے اور بے گنتی بلند صفتیں اور سب سے اونچے درجے، تو اللہ تعالیٰ درود و برکت اتارے اُن پر اور ان کی آل و اصحاب اور ہر اُن کے نام لیوا پر ہمیشہ ہمیشہ جیسی اُنھیں اور ان کے بلند و بالا تر رب کو پسند و محبوب ہے۔

حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا افضل المرسلین و سید الاولین والآخرین ہونا قطعی ایمانی، یقینی، اذعانی، اجماعی، ایقانی مسئلہ ہے جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بددین بندۂ شیاطین والعیاذ باللہ رب العٰلمین کلمہ پڑھ کر اِس میں شک عجیب ہے، آج نہ کھلا تو کل قریب ہے، جس دن تمام مخلوق کو جمع فرمائیں گے، سارے مجمع کا دُولھا حضور کو بنائیں گے، انبیائے جلیل تا حضرت خلیل سب حضور ہی کے نیاز مند ہوں گے، موافق و مخالفت کی حاجتوں کے ہاتھ اُنھیں کی جانب بلند ہوں گے، اُنھیں کا کلمہ پڑھا جاتا ہوگا، اُنھیں کی حمد کا ڈنکا بجتا ہوگا، جو آج بیاں ہے کل عیاں ہے، اُس دن جو مومن و مُقِرّ ہیں نور بار عشرتوں سے شادیاں رچائیں گے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا[1] (سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی۔ ت) اور جو مُبطل و منکر ہیں دلفگار حسرتوں سے ہاتھ چبائیں گے،

یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا،[2] اللھم اجعلنا من المھتدین ولا تجعلنا فئۃ للقوم الظٰلمین۔

۱۔ القرآن الکریم: ۷/ ۴۳۔

۲۔ القرآن الکریم: ۳۳/ ۶۶۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔ اے اللہ! ہم کو ہدایت پانے والوں میں سے بنادے اور ہمیں ظالموں کے لیے آزمائش نہ بنا۔(ت)

گروہِ معتزلہ کہ ملائکۂ کرام کو حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل مانتے ہیں وہ بھی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین کو بالیقین مخصوص ومستثنٰی جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک بھی حضور پُر نور انبیاء ومرسلین و ملائکہ مقربین وخلق اللہ اجمعین سب سے افضل واعلیٰ وبلند وبالا علیہ صلوٰۃ المولےٰ تعالےٰ۔ کلماتِ علمائے کرام میں اِس کی تصریح، اور فقیر کے رسالہ "اجلال جبریل بجعلہ خادما للمحبوب الجمیل" میں تحقیق وتوضیح۔

اما الزمخشری فقد سفہ نفسہ وتبع ھوسہ وجھل مذھبہ وتناھی فی الضلال حتی لم یعلم مشربہ کما نبہ علیہ اھل التحقیق، واللہ سبحٰنہ ولی التوفیق۔

رہا زمخشری، تو وہ دل کا احمق، اپنی نفسانی خواہش کا پیروکار، اپنے مذہب سے جاہل اور گمراہی میں انتہاء کو پہنچا ہوا ہے، یہاں تک کہ اس کے مشرب کا پتا نہیں جیسا کہ اہلِ تحقیق نے اس پر تنبیہ فرمائی ہے۔ اور اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ توفیق کا مالک ہے۔(ت)

فقیر کو جہاں ایسے صریح مسئلے پر طلبِ دلیل نے تعجب دیا وہاں اُس کے ساتھ ہی طرزِ سوال کو دیکھ کر یہ شکر بھی کیا کہ الحمد للہ عقیدہ صحیح ہے، صرف اطمینانِ خاطر کو خواہشِ توضیح ہے، مگر اس لفظ نے بے شک حیرت بڑھائی کہ قرآن وحدیث میں دلیل نہ پائی۔ سبحان اللہ مسئلہ ظاہر، دلیلیں وافر، آیتیں متکاثر، حدیثیں متواتر۔ پھر سائل ذی علم ہو تو اطلاع نہ ملنے کی کیا صورت۔ اور جاہل بے علم ہو تو اپنے نہ پانے کی بیجا شکایت۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے مسئلۂ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں دلائل جلائل قرآن وحدیث سے جو اکثر بحمد اللہ استخراجِ فقیر ہیں تو ّے جُز کے قریب ایک کتاب مسمّٰی بہ "منتھی التفصیل لمبحث التفضیل" لکھی جس کے طول کو مُملِّ خواطر سمجھ کر "مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین" میں اس کی تلخیص کی، پھر ہاں وہ بحث متناہی المقدار اور کہاں یہ بحر ناپید اکنار، اللہ اللہ العظمۃ للہ۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ۔[3]

اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں بن جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو، اس کے پیچھے سات سمندر اور، تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں(ت)

بلا مبالغہ اگر توفیق مساعد ہو اس عقیدے کی تحقیق مجلّدات سے زائد ہو، مگر بقدرِ حاجت ووقتِ فرصت، قلبِ مؤمن کی تسکین وتثبیت اور منکرِ بدباطن کی تحزین وتبکیت کو صرف دس آیتوں اور سو حدیثوں پر اقتصار مطلب۔ اور اس معجز عجالہ مسمّی بہ "قلائد نحور الحور من فرائد بحور النور" کو بلحاظ تاریخ "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" سے ملقب کرتا ہے۔

3۔ القرآن الکریم ۳۱/ ۲۷۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب، وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ وسراج افقہ والہ وصحبہ ومتبعیہ وحزبہ انہ سمیع قریب مجیب۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر میرے لیے کسی چیز کی توفیق نہیں، میں نے اُسی پر بھروسا کیا اور اسی کی طرف رجوع لاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے اس پر جو اس کی تمام مخلوق سے بہتر اور اس کے افق کا سراج ہے، اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر اور اس کے تمام پیروکاروں پر اور اس کی جماعت پر، بے شک وہ سننے والا، قریب، دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔(ت)

یہ قلائد فرائد دو ہیکل پر مشتمل:

ہیکلِ اوّل میں آیاتِ جلیلہ۔

ہیکل دوم میں احادیثِ جمیلہ۔ یہ ہیکل نور افگن چار تابشوں سے روشن:

تابشِ اوّل چند وحی ربانی علاوہ آیاتِ کریمہ قرآنی۔

تابشِ دوم ارشاداتِ عالیہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین۔

اگر بعض کلماتِ انبیاء وملائکہ دیکھیے متبوع کی رکاب میں تابع سمجھیے۔

تابش سوم محض وخالص طرق وروایات حدیث خصائص۔

تابش چہارم صحابۂ کرام کے آثار رائقہ، اقوالِ علمائے کتبِ سابقہ، بشرائے ہواتف رؤیائے صادقہ پر مشتمل ہوں گے۔ واللہ سبحٰنہ ھو المعین والحمد للہ رب العلمین (اور اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ ہی مددگار ہے اور تمام خوبیاں اللہ کو جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ت) ان کے سوا اقوالِ علماء پر توجہ نہ کی کہ غرضِ اختصار کے منافی تھی جسے ان کے بعض پر اطلاع پسند آئے۔ فقیر کے رسائل "سَلْطَنَةُ الْمُصْطَفٰی فِیْ مَلَکُوْتِ کُلِّ الْوَرٰی" و "قمر التمام لنفی الظل عن سید الانام" و "اجلال جبریل بجعلہ خادماً للمحبوب الجمیل" کی طرف رجوع لائے۔ واللہ الھادی وولی الایادی (اور اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا اور نعمتوں کا مالک ہے۔ت)

ہیکلِ اوّل میں جواہر زواہر آیاتِ قرآنیہ

آیت اولیٰ: قال تبارک و تعالیٰ: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ O فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ O[4]

پہلی آیت: اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اور یاد کر اے محبوب! جب خدا نے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جو میں تم کو کتاب و حکمت دوں، پھر تمھارے پاس آئے رسول تصدیق فرماتا اُس کی جو تمھارے ساتھ ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا، اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا۔ پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا، اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب انبیاء نے عرض کی کہ ہم ایمان لائے۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ اب جو اس کے بعد پھرے گا تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔

امام اجل ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولی المسلمین امیر المؤمنین جناب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی:

لم یبعث اللہ نبیا من اٰدم فمن بعدہ الا اخذ علیہ العہد فی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لئن بعث وھو حی لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویاخذ العہد بذلک علیٰ قومہ۔[5]

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہو تو وہ اُن پر ایمان لائے اور اُن کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے اِس مضمون کا عہد لے۔

اسی طرح حبر الائمہ عالم القرآن حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہوا، رواہ ابن جریر[6] وابن عساکر وغیرھما (اس کو ابن جریر اور ابن عساکر وغیرہ نے روایت کیا۔ت) بلکہ امام بدر زرکشی و حافظ عماد بن کثیر و امام الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اسے صحیح بخاری* کی طرف نسبت کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ونحوہ اخرج الامام ابن ابی حاتم فی تفسیرہ عن السدی کما اوردہ الامام الاجل السیوطی فی الخصائص[7] الکبریٰ۔

---

4 ۔ القرآن الکریم: ۳/ ۸۱۔

5 ۔ المواہب اللدنیۃ، عن علی، المقصد الاول اخذ العہد علی الانبیاء، المکتب الاسلامی بیروت ۶۶/۱۔

جامع البیان (تفسیر الطبری) ۳/ ۸۱، دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۸۷۔

6 ۔ جامع البیان (تفسیر الطبری) ۳/ ۸۱، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۳/ ۳۸۷۔

* قال الزرقانی قال الشامی ولم اظفر بہ فیہ ۱۲ منہ۔ زرقانی نے کہا: شامی نے فرمایا ہے کہ میں اس کو صحیح بخاری میں نہیں پاسکا۔ (ت)

7 ۔ الخصائص الکبریٰ، باب خصوصیۃ باخذ المیثاق علی النبیین الخ، مرکز اہلسنت برکات رضا، گجرات ہند ۱/ ۸۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

اور اس کی مثل امام ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں سدی سے روایت کیا جیسا کہ امام اجل سیوطی علیہ الرحمہ نے خصائص کبریٰ میں وارد کیا ہے۔(ت)

اس عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء نشرِ مناقب و ذکرِ مناصب حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ و علیہم اجمعین سے رطب اللسان رہتے اور اپنی پاک مبارک مجالس و محافل ملائک منزل کو حضور کی یاد و مدح سے زینت دیتے، اور اپنی امتوں سے حضور پُر نور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے یہاں تک کہ وہ پچھلا مژدہ رساں کنواری بتول کا ستھرا بیٹا مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ مُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ[8] (اس رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔ت) کہتا تشریف لایا۔ اور جب سب ستارے روشن مہ پارے مکمن غیب میں گئے آفتاب عالمتاب خمیت مآب نے باہزاراں ہزار جاہ و جلال طلوعِ اجلال فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیھم اجمعین وبارك وسلّم دھر الداھرین[9] (اللہ تعالیٰ آپ پر اور دیگر تمام رسولوں پر ہمیشہ ہمیشہ درود و سلام اور برکت نازل فرمائے۔ت)

ابن عساکر سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

لم یزل اللہ یتقدم فی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی اٰدم فمن بعدہ ولم تزل الامم تتباشر بہ وتستفتح بہ حتی اخرجہ اللہ فی خیر امۃ، وفی خیر قرن وفی خیر اصحاب وفی خیر بلد۔[10]

ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اور ان کے بعد سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پیشگوئی فرماتا رہا، اور قدیم سے سب اُمتیں تشریف آوری حضور کی خوشیاں مناتیں اور حضور کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح مانگتی آئیں، یہاں تک اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہترین امم و بہترین قرون و بہترین اصحاب و بہترین بلاد میں ظاہر فرمایا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اور اُس کی تصدیق قرآنِ عظیم میں ہے:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔[11]

یعنی اس نبی کے ظہور سے پہلے کافروں پر اس کے وسیلہ سے فتح چاہتے، پھر جب وہ جانا پہچانا اُن کے پاس تشریف لایا منکر ہو بیٹھے تو خدا کی پھٹکار منکروں پر۔

علماء فرماتے ہیں: جب یہود مشرکوں سے لڑتے دُعا کرتے:

8۔ القرآن الکریم ۶۱/ ۶۔

9۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، المقصد الاول، دار المعرفۃ بیروت، ۱/ ۴۰۔

10۔ الخصائص الکبریٰ، بحوالہ ابن عساکر باب خصوصیۃ باخذ المیثاق الخ، مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/ ۸و۹۔

11۔ القرآن الکریم ۲/ ۸۹۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا عَلَیْھِمْ بِالنَّبِیِّ الْمَبْعُوْثِ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ الَّذِیْ نَجِدُ صِفَتَہٗ فِی التَّوْرٰۃِ۔[12]

الٰہی! مدد دے اُن پر صدقہ نبی آخر الزمان کا جس کی نعت ہم تورات میں پاتے ہیں۔

اس دُعا کی برکت سے اُنھیں فتح دی جاتی۔

اِسی پیمانِ الٰہی کا سبب ہے کہ حدیث میں آیا حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لو ان موسیٰ کان حیًّا الیوم ما وسعہ الا ان یتبعنی۔ اخرجہ الامام احمد[13] والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، وابو نعیم فی دلائل النبوۃ واللفظ لہ عن امیر المؤمنین[14] عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آج اگر موسیٰ دنیا میں ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو گنجائش نہ ہوتی (اس کو امام احمد، دارمی اور شعب الایمان میں بیہقی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور لفظ ابو نعیم کے ہیں۔ت)

اور یہی باعث ہے کہ جب آخر الزمان میں حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرمائیں گے باآنکہ بدستور منصب رفیع نبوت و رسالت پر ہوں گے، حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی بن کر رہیں گے، حضور ہی کی شریعت پر عمل کریں گے، حضور کے ایک اُمتی و نائب یعنی امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم۔ اخرجہ الشیخان[15] عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کیسا حال ہو گا تمہارا جب ابنِ مریم تم میں اتریں گے اور تمھارا امام تم میں سے ہو گا (اس کو شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)

اور اس عہد واثق کی پوری تائید و توکید حق عزجلالہ نے توریتِ مقدس میں فرمائی جس کی بعض آیتیں ان شاء اللہ تابش اوّل ہیکل دوم میں مذکور ہوں گی۔

امام علامہ تقی الملّۃ والدّین ابوالحسن علی بن عبد الکافی سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ

12۔ الدر المنثور، تحت الآیۃ ۲/ ۸۹، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۹۶۔

13۔ مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ عنہ، المکتب الاسلامی بیروت، ۳/ ۳۸۷۔

14۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الاول، عالم الکتب بیروت، الجزء الاول، ص:۸۔

15۔ صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹۰۔

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ بن مریم، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۸۷۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

"التعظیم والمنہ فی لتؤمنن بہ ولتنصرنہ" لکھا۔ اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سب انبیاء کے نبی ہیں، اور تمام انبیاء ومرسلین اور ان کی امتیں سب حضور کے اُمتی۔ حضور کی نبوت و رسالت زمانہ سیدنا ابوالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روزِ قیامت تک جمیع خلق اللہ کو شامل ہے، اور حضور کا ارشاد "وکنت نبیاً وادم بین الروح والجسد"[16] (میں نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام روح وجسد کے درمیان تھے۔ت) اپنے معنیٰ حقیقی پر ہے۔ اگر ہمارے حضور حضرت آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم کے زمانہ میں ظہور فرماتے، اُن پر فرض ہوتا کہ حضور پر ایمان لاتے اور حضور کے مددگار ہوتے۔ اسی کا اللہ تعالیٰ نے اُن سے عہد لیا، اور حضور کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شبِ اسرا تمام انبیاء ومرسلین نے حضور کی اقتداء کی، اور اس کا پورا ظہور روزِ نشور ہوگا جب حضور کے زیرِ لوا آدم ومن سواکافۂ رسل وانبیاء ہوں گے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔ یہ رسالہ نہایت نفیس کلام پر مشتمل ہے جسے امام جلال الدین نے خصائص کبریٰ اور امام شہاب الدین قسطلانی نے مواہب لدنیہ اور ائمہ مابعد نے اپنی تصانیف منیعہ میں نقل کیا اور اسے نعمتِ عظمیٰ ومواہب کبریٰ سمجھا من شاء التفصیل فلیرجع الی کلماتھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین (جو تفصیل چاہتا ہے وہ اُن کے کلمات کی طرف رجوع کرے ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ت)

بالجملہ مسلمان بہ نگاہِ ایمان اس آیہ کریمہ کے مفاداتِ عظیمہ پر غور کرے، صاف صریح ارشاد فرمارہی ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصل الاصول ہیں، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسولوں کے رسول ہیں، امتیوں کو جو نسبت انبیاء ورسل سے ہے وہ نسبت انبیاء ورسل کو اس سید الکل سے ہے، امتیوں پر فرض کرتے ہیں رسولوں پر ایمان لاؤ، اور رسولوں سے عہد وپیمان لیتے ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گرویدگی فرماؤ۔ غرض صاف صاف جتارہے ہیں کہ مقصودِ اصلی ایک وہی ہیں، باقی تم سب تابع وطفیلی ؎

مقصود ذاتِ اوست دگر جملگی طفیل
(مقصود ان کی ذات ہے باقی سب طفیلی ہیں۔ت)

آیہ لتؤمننّ بہ ولتنصرنّہ کے بعض لطائف

اقول وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ کہتا ہوں۔ت) پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن عظیم نے کس قدر مہتم بالشان ٹھہرایا اور طرح طرح سے مؤکد فرمایا۔

اولاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء معصومین ہیں۔ زنہار حکم الٰہی کا خلاف اُن سے محتمل نہیں۔ کافی تھا کہ رب تبارک وتعالیٰ

16۔ المستدرک للحاکم، کتاب الایمان، دارالفکر بیروت، ۲/ ۶۰۹۔

کنز العمال، بحوالہ ابن سعد، حدیث ۳۱۹۱۷ و ۳۲۱۱۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۴۰۹ و ۴۵۰۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

بطریقِ امر اُنھیں ارشاد فرماتا اگر وہ نبی تمہارے پاس آئے اُس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ مگر اس قدر پر اکتفاء نہ فرمایا بلکہ اُن سے عہد وپیمان لیا، یہ عہد عہدِ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ[17] (کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں۔ت) کے بعد دوسرا پیمان تھا، جیسے کلمۂ طیبہ میں لا الٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ت) کے ساتھ محمدٌ رسول اللہ (محمد اللہ کے رسول ہیں۔ت) تاکہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوائے اللہ پر پہلا فرض ربوبیتِ الٰہیہ کا اذعان ہے۔ پھر اس کے برابر رسالتِ محمدیہ پر ایمان، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وشرف وبجل وعظم۔

ثانیاً اس عہد کو لامِ قسم سے مؤکد فرمایا:

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔[18]

تم ضرور اس کی مدد کرنا اور ضرور اس پر ایمان لانا۔(ت)

جس طرح نوابوں سے بیعتِ سلاطین پر قسمیں لی جاتی ہیں۔ امام سبکی فرماتے ہیں: شاید سوگندِ بیعت اِسی آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔

ثالثاً نونِ تاکید۔

رابعاً وہ بھی ثقیلہ لاکر ثقلِ تاکید کو اور دوبالا فرمایا۔

خامساً یہ کمالِ اہتمام ملاحظہ کیجیے کہ حضراتِ انبیاء ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی تقدیم فرماکر پوچھتے ہیں: ءَاَقْرَرْتُمْ کیا اِس امر پر اقرار لاتے ہو؟ یعنی کمال تعجیل وتسجیل مقصود ہے۔

سادساً اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد ہوا:

وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ[19]

خالی اقرار ہی نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمّہ لو۔

سابعاً علیہ یا علیٰ ھذا کی جگہ علیٰ ذٰلکم[20] فرمایا کہ بُعد اشارت دلیل عظمت ہو۔

ثامناً اور ترقی ہوئی کہ فَاشْهَدُوْا[21] ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ حالانکہ معاذ اللہ اقرار کر کے مکر جانا اُن پاک مقدس جنابوں سے معقول نہ تھا۔

---

17 ۔القرآن الکریم ۷/ ۱۷۲۔

18 ۔القرآن الکریم: ۳/ ۸۱۔

19 ۔القرآن الکریم ۳/ ۸۱۔

20 ۔القرآن الکریم: ۳/ ۸۱۔

21 ۔القرآن الکریم: ۳/ ۸۱۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

تاسعًا کمال یہ ہے کہ فقط اُن کی گواہیوں پر بھی اکتفانہ ہوئی بلکہ ارشاد فرمایا:

وَاَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ [22]

میں خود بھی تمھارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

عاشـراً سب سے زیادہ نہایت کار یہ ہے کہ اس قدر عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد باآنکہ انبیاء کو عصمت عطا فرمائی، یہ سخت شدید تہدید بھی فرمادی گئی کہ:

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ [23]

اب جو اس اقرار کے بعد پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔

اللہ، اللہ! یہ وہی اعتنائے تام و اہتمامِ تمام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں ارشاد کرتا ہے:

مَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ۔ [24]

جو اُن میں سے کہے گا میں اللہ کے سوا معبود ہوں اُسے ہم جہنم کی سزا دیں گے، ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستمگاروں کو۔

گویا اشارہ فرماتے ہیں جس طرح ہمیں ایمان کے جُزءِ اول لا الہ الا اللہ کا اہتمام ہے یونہی جزءِ دوم محمد رسول اللہ سے اعتنائے تام ہے، میں تمام جہان کا خدا کہ ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول و مقتدا کہ انبیاء و مرسلین بھی اُس کی بیعت و خدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے۔

والحمدللہ رب العٰلمین، وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید المرسلین محمد و اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین ○ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان سیدنا محمدًا عبدُہٗ ورسولہ سید المرسلین وخاتم النبیین واکرم الاولین والاخرین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ اور اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے رسولوں کے سردار محمد مصطفےٰ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ ہمارے سردار محمد مصطفےٰ اس کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں۔ وہ تمام رسولوں کے سردار، تمام نبیوں میں آخری نبی اور اگلوں اور پچھلوں سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے درود و سلام ہوں اُن پر، اُن کی آل پر اور ان کے تمام صحابہ پر۔ (ت)

اس سے بڑھ کر حضور کی سیادتِ عامّہ و فضیلتِ تامّہ پر کون سی دلیل درکار ہے، وللہ الحجۃ البالغۃ (اور اللہ کی حجت پوری ہے۔ ت)

﴿جاری ہے۔۔۔﴾

22۔ القرآن الکریم: ۳/ ۸۱۔

23۔ القرآن الکریم: ۳/ ۸۲۔

24۔ القرآن الکریم: ۲۱/ ۲۹۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

رضویات اور شرفِ ملت

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ازہری

ہمارے ایک فاضل دوست نے شیخ اکبر شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ کی ایک کتاب کا ترجمہ کیا تو والد گرامی شرفِ ملت علامہ محمد عبد الحکیم قادری شرف قادری علیہ الرحمہ سے مقدمہ کے لئے درخواست کی، چند دنوں بعد میں نے انہیں حضرت والد گرامی کا لکھا ہوا مقدمہ پہنچایا تو انہوں نے مقدمہ پڑھنے کے بعد حوصلہ افزائی کے کلمات پر خوشی کا اظہار کیا اور پھر وہ مقدمہ میں امامِ اہلِ سنت سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ الرضوان کے ذکرِ خیر اور شیخ اکبر کے متعلق آپ کے کلمات پڑھ کر مسکراتے ہوئے کہنے لگے: ''حضرت شرف صاحب کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سے ایسی بے پناہ محبت ہے کہ اگر اُن سے کھانے پکانے کی ترکیبوں پر مشتمل کسی کتاب پر مقدمہ لکھوایا جائے تو وہ اُس میں بھی کسی نہ کسی حوالے سے اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کا تذکرہ فرمادیں گے۔'' اور پھر وہ کہنے لگے: ''ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ اغیار نے اپنے نام نہاد علما کے نام اور اُن کے چھوٹے چھوٹے کام بڑھا چڑھا کر بیان کر کے غلط بنیادوں پر نہ صرف لوگوں کی ذہن سازی کی ہے بلکہ انتہائی دیدہ دلیری اور مہارت سے تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔''

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کو سیّدی اعلیٰ حضرت سے ایسی والہانہ محبت تھی کہ وہ فکرِ سیّدی اعلیٰ حضرت کے پر کاربند تمام علما اور مشائخ کو محبت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، خواہ وہ کسی سلسلۂ طریقت سے تعلق رکھتے ہوں۔ اور کسی بھی سنّی عالم کے شاگرد ہوں اُن کے سامنے کبھی کسی نے فکرِ اعلیٰ حضرت پر کاربند کسی عالم کے بارے میں لب کشائی کی کوشش کی تو اُنہوں نے اُسے منع کر دیا۔ وہ اِس سلسلے میں کسی قسم کی رُو رعایت کے قائل نہیں تھے، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں اُن کے سامنے رضویات کے ناشر ایک رسالے کے بارے میں کہہ بیٹھا: ''اس رسالے کا کوئی ادبی معیار نہیں ہے۔'' تو حضرت والد صاحب نے مجھے ڈانٹ دیا، اِس ڈانٹ کا مفہوم مجھے اُس وقت تو سمجھ نہ آیا مگر اُن کے وصال کے بعد دیگر کئی حقائق کے ساتھ منکشف ہوا، ایک مرتبہ میں اُن کے سامنے کہہ بیٹھا: ''فلاں صاحب کے بارے میں کسی نے یہ کہا تھا۔'' تب انہوں نے فرمایا: ''ایسی بات نہیں کہتے۔'' میں نے گذارش کی: ''میں تو کسی کی بات نقل کر رہا ہوں۔'' فرمانے لگے: ''ایسی بات کو نقل کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔''

ایک مرتبہ مجھے فرمانے لگے: ''سیّدی اعلیٰ حضرت، علامہ فضلِ حق خیر آبادی اور علماء و مشائخ اہلِ سنت سے محبت اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے حبیب ﷺ کی رضا کے لئے ہی ہے نا؟ کسی خونی رشتے اور دنیاوی منفعت کے لئے تو نہیں ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ، اُس کے حبیب ﷺ، اہلِ بیتِ عظام اور صحابۂ کرام، علمائے دین اور اولیا صالحین کی محبت پر مشتمل مسلکِ اعلیٰ حضرت سے وابستہ ہر عالم میرے لیے قابلِ احترام ہے خواہ وہ کسی بھی پیر کا مرید اور

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

کسی بھی عالم کا شاگرد ہو، "تذکرۂ اکابرِ اہلِ سنت"، "نور نور چہرے"، اور "عظمتوں کے پاسبان" تینوں کتابوں میں اہلِ سنت و جماعت کے راستے پر گامزن علما و مشائخ کے تذکرے کسی تفریق کے بغیر نظر آئیں گے، یہی بات مختلف کتابوں کے انتساب میں بھی دیکھنے کو ملے گی۔"

اُن کی شدید خواہش تھی کہ عربی زبان میں اہلِ سنت کے علما و مشائخ کا تذکرہ مرتب کر کے بیروت سے شائع کروایا جائے۔ اِس سلسلے میں انہوں نے مجھے بارہا تاکید بھی فرمائی مگر میں شدید خواہش کے باوجود ابھی تک اِس کام کا آغاز نہیں کر سکا، میں نے حضرت والد گرامی کی تصنیفِ لطیف "اندھیرے سے اجالے تک" کا ترجمہ شروع کر رکھا ہے ان شاء اللہ اِس سے فراغت کے بعد عربی میں علما و مشائخ اہلِ سنت کے تذکرے کا بھی آغاز کروں گا۔

حضرت والد گرامی کی ایک خاص دعا کی برکت سے مجھ پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہوا کہ اُس بے نیاز اور کریم مالک نے مجھے الازہر یونیورسٹی، قاہرہ میں تعلیم حاصل کرنے اور پھر اپنے ایک مقبول بندے حسان الہند سیدی اعلیٰ حضرت کی عربی شاعری پر ایم اے (عربی زبان وادب) کا مقالہ لکھنے کی سعادت عطا فرمائی جو زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکا ہے۔ اِس کے علاوہ علامہ فضلِ حق خیر آبادی کی عربی شاعری پر پی ایچ ڈی (عربی زبان وادب) کا مقالہ لکھنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہ مقالہ ابھی منتظرِ اشاعت ہے۔ حضرت والدِ گرامی رحمہ اللہ ۱۶ر فروری ۲۰۰۴ء کو پی ایچ ڈی (عربی زبان و ادب) کے لیے پیش کیے گئے مقالے کے ڈائیوا کی کاروائی سننے اور دیکھنے کے لیے قاہرہ تشریف لائے تو ڈائیوا کے بعد اُن کی خوشی دیدنی تھی۔ اِس موقع پر اُنہوں نے اپنے جذبات کو الفاظ کا پیرہن یوں پہنایا:

"الحمد للہ حمد الشاکرین، والصلاۃ والسلام علی افضل الأنبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ أجمعین۔ اما بعد:

میرے لیے یہ لمحہ کتنی مسرت اور شادمانی کا ہے کہ میرے عزیز از جان بیٹے ممتاز احمد سدیدی حفظہ اللہ تعالیٰ عالمِ اسلام کی عظیم ترین یونیورسٹی مینارۂ علم و نور جامعہ ازہر شریف سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ اِس موقع پر ربِّ کریم کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے، اگر ہر بُنِ مو زبان بن جائے اور شب و روز کے ہر لمحے میں ربِّ عظیم و جلیل کی بارگاہ میں ہدیۂ سپاس پیش کرے تو اُس کریم کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ راقم نے عملی میدان میں قدم رکھنے کے بعد دو شخصیات پر خاص کام کیا:

(۱) امام اہلِ سنت امام احمد رضا خاں بریلوی

(۲) بطلِ حریت علامہ فضلِ حق خیر آبادی رحمہما اللہ تعالیٰ

قُرَّۃُ الْعُیُوْن اور راحتِ جاں ممتاز احمد سدیدی نے اِن دونوں حضرات پر مقالہ لکھ کر اِنہیں بین الاقوامی سطح پر متعارف کروانے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اِنہیں دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے! یاد رہے کہ پاک و ہند کے جانبدار مؤرخین نے دانستہ اِن حضرات کو نظر انداز کیا اور اگر کہیں اِن کا ذکر کیا بھی تو سوچے سمجھے پروگرام کے تحت اِن کی شخصیت کو مجروح کرنے سے گریز نہیں کیا؛ لیکن، حق کو زیادہ دیر تک چھپایا نہیں جا سکتا، اللہ تعالیٰ نے اِنہیں بین الاقوامی پلیٹ فارم پر اِس طرح متعارف کروایا کہ اِن کا شہرہ دور دور تک پہنچا۔ فالحمد للہ رب العالمین اولاً و آخراً۔"

حضرت والدِ گرامی نے راقم الحروف کو وصیت میں بھی اِس حوالے سے تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

"فقیر کے پروگرام کو اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت اور علامہ فضل حق خیر آبادی کے بارے میں آپ نے آگے بڑھایا اور قابلِ قدر حد تک آگے بڑھایا، مولائے کریم قبول فرمائے، اِس کے بعد حدیث، تفسیر اور تذکرۂ علما کے سلسلے میں کام کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔"

اس طرح اُنہوں نے میرے دل میں بھی امامِ اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی وہ محبت نہایت خوش اُسلوبی سے منتقل فرمادی جو خود اُن کے اپنے دل میں فروزاں تھی۔ ایک مرتبہ مجھے فرمانے لگے:

"علمی دنیا میں مجھ سے کہیں بڑی شخصیات موجود ہیں مجھے جو عزت، شہرت اور محبت ملی ہے سب اعلی حضرت کی بدولت ملی ہے۔"

حضرت شرفِ ملت نے ہندوستان اور پاکستان بلکہ عرب علما سے بھی اجازاتِ حدیث حاصل کیں پھر علمائے عرب و عجم کی اِن اجازات کو "الجواهر الغالية من الأسانيد العاليه" کے نام سے مرتب فرمایا، اِس مجموعے میں شامل کثیر اسانید پاک و ہند کے مختلف علما و مشائخ کے ذریعے سیّدی اعلیٰ حضرت تک پہنچتی ہیں، جبکہ علم و فضل اور تقوے کے پیکر، مفتیِ اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ کے ذریعے آپ کی سندِ حدیث فقط ایک واسطے سے سیّدی اعلیٰ حضرت تک پہنچتی ہے، علاوہ ازیں برصغیر کے دیگر علماء و مشائخ کے ذریعے بھی یہ سندیں سیّدی اعلیٰ حضرت تک پہنچتی ہیں۔ حضرت شرفِ ملت نے اسانید کے ساتھ شامل کئے گئے ملحق میں ذکر کیا ہے کہ اُن کے بیس عرب مشائخ کے ذریعے بھی اُن کی کثیر اسانید سیّدی اعلیٰ حضرت تک پہنچتی ہیں، اِن مشائخ کا تعلق مصر، سوریا، کویت، عراق اور سعودی عرب سے ہے۔ وہ فرمایا کرتے تھے: "لوگوں نے اپنے علما اور مشائخ کے نام اسانیدِ حدیث اور اُن کے حالات عربی تذکروں کے ذریعے عرب علما تک پہنچا دیے ہیں؛ جبکہ ہمارے عظیم القدر علما اور مشائخ کا ذکرِ خیر یا تو عرب دنیا تک پہنچایا ہی نہیں یا پھر اِن حضرات کی شخصیتوں کو بری طرح مسخ کر کے پہنچایا گیا۔ حضرت شرفِ ملت کی خواہش تھی کہ وہ عربی میں اپنے پاکستانی اور ہندوستانی شیوخِ اجازت کے حالات مرتب کریں نیز اسانیدِ حدیث میں آنے والی ایسی شخصیات کا صحیح علمی تعارف کروائیں جنہیں اغیار نے یا تو نظر انداز کیا یا پھر اُنکے ساتھ ناانصافی برتی ہے، انہوں نے "سیّدی اعلیٰ حضرت بحیثیت محدث" کے عنوان سے ایک وقیع عربی مقالہ تحریر کیا تھا جو "الجواھر الغالیہ" میں طبع ہو چکا ہے۔ اُن کا یہ مجموعۂ اسانید عرب دنیا کے کثیر محدثین تک پہنچ چکا ہے۔

وہ سیدی اعلیٰ حضرت کی لکھی ہوئی نعتیں سنتے تو جھوم جھوم جاتے، لیکن اگر نعت پڑھنے والے نے کسی لفظ کی کمی بیشی کر دی یا سلامِ رضا میں کسی غیر معیاری شعر کا اضافہ کر دیا تو بہت ناخوش ہوتے مگر نعت پڑھنے والے کو نرمی سے تنبیہہ فرماتے تھے۔ اگر کسی نے آداب سے خالی اور غیر معیاری نعت پڑھی تو اُس کی بھی اچھے پیرائے میں اصلاح کر دیتے تھے، اُنہوں نے اپنی حیاتِ مستعار کے آخری ایّام میں بعض معمولات اور رجحانات کی اصلاح اور فکرِ آخرت بیدار کرنے کے لیے "خدا کو یاد کر پیارے" کے عنوان سے ایک مختصر حجم کی کتاب تصنیف فرمائی، اور یہ نام بھی سیّدی اعلیٰ حضرت کے درجِ ذیل شعر سے لیا:

اندھیرا گھر، اکیلی جان، دم گھٹتا، دل اُکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

جب "البریلویہ" نامی کتاب کے ذریعے سیّدی اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور قرآن و حدیث کی بنیادوں پر استوار ہونے والے آپ کے مسلک پر کیچڑ اُچھالنے کی کوشش کی گئی تو حضرت استادِ گرامی نے اندھیرے سے اُجالے تک، شیشے کے گھر اور "من عقائد اهل السنه" کے ذریعے اِن الزامات کے سنجیدہ اور متین جوابات دیے۔ یہ تینوں کتب لاہور سے طبع ہونے کے بعد بمبئی سے بھی شائع ہو چکی ہیں۔

اِس کے علاوہ حضرت شرفِ ملت نے سیدی اعلیٰ حضرت کے حوالے سے کئی اردو مقالات لکھے جو مقالاتِ رضویہ کے نام سے پاکستان اور ہندوستان میں شائع ہو چکے ہیں۔ سیّدی اعلیٰ حضرت کی بعض تصنیفات اور آپ کے حوالے سے لکھی گئی بعض کتب پر لکھے ہوئے اپنے مقدمات کو حضرت شرفِ ملت نے شدید علالت کے باوجود جمع فرمایا جنھیں ہمارے فاضل دوست محترم عبد الستار طاہر صاحب نے حضرت صاحب کی ہدایت پر مقدماتِ رضویہ کے نام سے مرتّب کیا۔ آپ نے پوری توجہ سے اِن دونوں کتابوں کی پروف ریڈنگ خود بھی کی اور اِن کی ترتیب کے سلسلے میں بھی نہایت توجہ سے مقالات اور مقدمات کی فہرستوں میں اصلاحات اور ترامیم کیں، یہ دونوں کتابیں آپ کے قائم کردہ ادارے مکتبۂ قادریہ کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں جب کہ رضویات کے حوالے سے آپکے عربی مقالات اور مقدمات زیرِ ترتیب ہیں۔

حضرت شرفِ ملت نے اپنے طویل تدریسی تجربے، عربی و اسلامی علوم میں مہارت اور اردو زبان پر دسترس کے ساتھ انوار القرآن کے نام سے مؤرّخہ ۳۰؍جمادی الآخرہ ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲۲؍اکتوبر ۱۹۹۸ء کو قرآنِ کریم کے اردو ترجمہ کا آغاز کو فرمایا اور اُسے اپنے وصال سے تقریباً چھ ماہ قبل مؤرخہ ۲۴؍محرم الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق ۱۳؍فروری ۲۰۰۷ء کو مکمل کیا۔ کئی تراجم اور تفاسیر سامنے رہتی تھیں مگر پھر بھی کنز الایمان شریف ہر آیت کے ترجمے کے وقت پیشِ نظر رہتا تھا، میرے سامنے کسی نے حضرت والد صاحب سے کہا: "اتنے قرآنی تراجم کے باوجود آپ نے نیا ترجمہ کیوں کیا؟ آپ اتنے وقت میں کوئی اور کام کر لیتے۔" شاید کہنے والے کا خیال تھا کہ یہ ترجمہ پچھلے تراجم کی صدائے باز گشت کے علاوہ کچھ نہ ہو گا، حضرت والد صاحب چاہتے تو اُن صاحب کو اپنے ترجمۂ قرآن کی خصوصیات گنوا سکتے تھے، مگر وہ اپنے کام کا اجر گنوانا نہیں چاہتے تھے اُنھوں نے انتہائی عجز و انکسار کے ساتھ فرمایا: "میرا یہ ترجمہ لوگوں کے علم میں اضافے کا باعث تو شاید نہ ہو مگر میرے اپنے علم میں اضافے اور میرے لیے روحانی طمانیت کا باعث ضرور ہے۔" اِس کے علاوہ آپ فرمایا کرتے تھے: "مجھ پر قرآنِ کریم کے جو مفاہیم ترجمہ کرتے ہوئے کھلے وہ پہلے منکشف نہیں ہوئے تھے۔"

انھوں نے امامِ اہلِ سنت اور دیگر علمائے اہلِ سنت کی کتب کی اشاعت کے لئے ۱۹۶۰ء میں اپنے محدود وسائل کے ساتھ مکتبۂ رضویہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا اور متعدّد کتب شائع کیں۔ ۱۹۶۸ء میں ہری پور ہزارہ تشریف لے گئے تو رضوی لٹریچر کی اشاعت کا سلسلہ وہاں بھی جاری رہا۔ یہاں سے سیدی اعلیٰ حضرت کی تین تصنیفات الحجۃ الفائحہ، اتیان الارواح اور شرح الحقوق اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیں۔ یہی نہیں بلکہ ہری پور کی سرزمین پر آپ کی کوششوں سے پہلی مرتبہ یومِ رضا بھی منایا گیا۔ شرفِ ملت نے ہری پور میں قیام کے دوران ہی سیدی اعلیٰ

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

حضرت کی فارسی تصنیف "الحجۃ الفائحۃ" کے اردو ترجمہ کے ساتھ تحریر کے میدان میں قدم رکھا، اور پھر اپنی پہلی تصنیف "یادِ اعلیٰ حضرت" کے ساتھ نہ صرف تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا بلکہ اُسے خود ہی شائع بھی کیا۔

ہری پور میں چار سال قیام کے بعد ۱۹۷۱ء میں چکوال تشریف لائے اور وہاں بھی تدریس کے ساتھ ساتھ امام اہلِ سنت کی تصنیفات رادالقحط والوباء، أعزالاکتناہ اور غایۃ التحقیق شائع کیں، نیز ۱۹۷۳ء میں یومِ رضا و فضلِ حق خیر آبادی منایا۔ اِن دونوں حضرات سے والہانہ محبت حضرت شرفِ ملت کے رگ و ریشہ میں سمائی ہوئی تھی۔

۱۹۷۳ء میں جامعہ نظامیہ لاہور تشریف لائے تو یہاں مکتبہ قادریہ قائم کیا اور سیّدی اعلیٰ حضرت کی تصنیفات کے علاوہ اپنی اور دیگر علمائے اہلِ سنت کی کتب، تراجم اور حواشی شائع کیے، اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کئی نایاب کتب شائع کیں، خاص طور پر دو کتابوں کا ذکر کرنا چاہوں گا، آپ نے علامہ فضلِ حق خیر آبادی کی تصنیف "باغی ہندوستان" اور سیّدی اعلیٰ حضرت کے خلیفۂ مجاز مولانا سیّد سلیمان اشرف بہاری کی "المبین" شائع کیں، اور پھر یہ دونوں کتابیں ہندوستان میں المجمع الاسلامی مبارکپور کی طرف سے بھی شائع ہوئیں، اس کے علاوہ بعض اہلِ علم حضرات کے ساتھ آپ کی مراسلت اور تبادلۂ کتب کی وجہ سے ہندوستان میں بھی رضوی لٹریچر کی اشاعت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ آپ کا قائم کردہ مکتبہ قادریہ فقط ایک اشاعتی ادارہ ہی نہ تھا بلکہ ایک اشاعتی تحریک بھی تھا، اور یہ تحریک سیّدی اعلیٰ حضرت اور قرآن و حدیث پر مبنی آپ کے مسلک محبت پر گامزن علما و مشائخ کی نایاب تحریروں کو شائع کرنا، نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنا تھا۔ میں سوچتا ہوں تو مجھے حیرت ہوتی ہے کہ دینی ادارے میں تدریسی خدمات سرانجام دینے والے ایک اُستاد کے مالی وسائل آخر ہوتے ہی کتنے ہیں! پھر یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ میں نے جب بھی اِس حوالے سے سوچا ہے مجھے یوں لگا جیسے کوئی مجھے کہہ رہا ہو: "جب زندگی کا کوئی مقصد متعین ہو جائے تو ایسے ناقابلِ یقین کارنامے سرزد ہو ہی جاتے ہیں۔" حضرت شرفِ ملت کو امامِ اہلِ سنت کی شخصیت اور آپ کے دینی مشن سے جنون کی حد تک لگاؤ تھا۔ ایک مقبولِ خدا و منظورِ نظر مصطفیٰ ﷺ کی محبت نے آپ سے یہ ناقابلِ یقین خدمات لے لیں۔

حضرت شرفِ ملت کا امامِ اہلِ سنت کے حوالے سے مصروفِ عمل اداروں کے ساتھ گہرا رابطہ رہا۔ مرکزی مجلسِ رضا، لاہور کی طرف سے آپ کی تصانیف "اندھیرے سے اُجالے تک"، "شیشے کے گھر"، "سوانح سراج الفقہا" وغیرہ شائع ہوئیں، اس کے علاوہ مجلس کی طرف سے آپ کے مقدمے کے ساتھ، سیّدی اعلیٰ حضرت کی تصنیف اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا، الوسائل الرضویہ، رسالہ فی علم الجفر، الجواز الدینی علی الحرکۃ القادیانی وغیرہ شائع ہوئیں، جبکہ حضرت شرفِ ملت کے مقدمے کے ساتھ مولانا محبوب علی خان کی تصنیف "فیصلہ مقدسہ" پروفیسر رفیع اللہ صدیقی کی تصنیف "فاضل بریلوی کے معاشی نکات" بھی شائع ہوئیں۔ پھر ۱۹۸۷ء جب رضا اکیڈمی (لاہور) کے نام سے ایک اور ادارہ قائم ہوا تو اُس کے ساتھ بھی آپ کا بے لوث تعاون جاری رہا۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے بانی حضرت سیّد ریاست علی قادری رحمہ اللہ کے ساتھ ادارۂ تحقیقات کے قیام سے پہلے بھی مراسم تھے اور ادارے کے قیام کے بعد

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

بھی اُن سے رابطہ رہا۔ اُن کے وصال کے بعد عالمی سطح پر فکرِ رضا کے فروغ کے لیے کوشاں حضرت سیّد وجاہت رسول قادری مد ظلہ العالی اور ماہر رضویات و مجددیات حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ بھی اخلاص اور للّٰہیت پر مبنی مراسم قائم رہے۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (کراچی) نے امام احمد رضا کانفرنس لاہور ۱۹۹۱ء میں شرفِ ملت کو رضویات کے فروغ میں اُن کی مخلصانہ خدمات پر گولڈ میڈل کے ذریعے خراجِ تحسین پیش کیا۔ یہ میڈل عالمِ اسلام کی عظیم علمی اور روحانی شخصیت سیّد یوسف ھاشم رفاعی مد ظلہ (کویت) نے حضرت شرفِ ملت رحمہ اللہ کو اپنے دستِ مبارک سے عنایت فرمایا۔ حضرت شرفِ ملت نے ۹/اپریل ۲۰۰۵ء کو ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (کراچی) کے زیرِ انتظام منعقد ہونے والی انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس کے ایک سیشن کی صدارت کی، انہوں نے کراچی کے ایک سفر کے دوران مجھے فرمایا: "میں جب بھی کراچی آتا ہوں تو ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا ضرور جاتا ہوں اور حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب سے لازماً ملتا ہوں۔"

حضرت شرفِ ملت رحمہ اللہ ۱۹۹۹ء میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے صدر حضرت سید وجاہت رسول قادری مد ظلہ العالی کے ہمراہ ادارہ تحقیقات کی طرف سے سترہ روزہ دورے پر قاہرہ تشریف لے گئے تو وہاں اہلِ بیتِ عظام اور اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دی، علما و مشائخ اور ادبا سے ملاقاتیں کیں اور اُن سے امام اہلِ سنت کا تعارف کروایا، بعض حضرات کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت و خلافت بھی عنایت فرمائی، نیز مصری اہلِ علم کو ادارے کا شائع کردہ لٹریچر پیش کیا۔ اِس دوران الازہر یونیورسٹی کی فیکلٹی آف عربک اینڈ اسلامک سٹڈیز میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی طرف سے تین مصری دانشوروں کے اعزاز میں ایک مختصر مگر انتہائی اہم تقریب منعقد ہوئی جس میں پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، نیپال، برما اور سری لنکا کے علاوہ مصری طلبہ کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی۔ اِس پروقار تقریب میں حدائقِ بخشش کو نظم کے سانچے میں ڈھالنے والے ہفت زبان محقق اور عظیم شاعر ڈاکٹر حسین مجیب مصری رحمہ اللہ، الازہر یونیورسٹی میں ایم اے عربی (زبان وادب) کے لیے لکھے گئے راقم الحروف (ممتاز احمد سدیدی) کے عربی مقالے "الامام احمد رضا خان البریلوی الهندی شاعراً عربیاً" کے نگران ڈاکٹر رزق مرسی ابو العباس حفظہ اللہ، امامِ اہلِ سنت کے عربی دیوان "بساتین الغفران" کے مرتب اور "الامام احمد رضا والعالم العربی" کے مصنف ڈاکٹر حازم محمد احمد محفوظ کو ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (کراچی) کی طرف سے گولڈ میڈل پیش کیے گئے، اِس تقریب کی روئیداد حضرت شرفِ ملت کی تصنیف "تکریم ثلاثة من علماء الازهر" میں شائع ہو چکی ہے جس کا اردو ترجمہ "تین مصری دانشوروں کے اعزاز میں" کے عنوان سے مقالاتِ شرف قادری میں طبع ہو چکا ہے۔

استاذ العلماء مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمہ اللہ کی سرپرستی میں رضا فاونڈیشن کے نام سے فتاویٰ رضویہ کی تحقیق اور جدید طباعت کا سلسلہ ہوا تو شرفِ ملت نے اپنے استادِ محترم حضرت مفتی صاحب کو بھی اپنی خدمات پیش کیں، فتاوی رضویہ کی پہلی اور چودھویں جلد پر مقدمہ تحریر کیا، نیز رضا فاونڈیشن کی طرف سے شائع ہونے والی سیدی اعلیٰ حضرت کی تصنیف

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

برکات الامداد اور حیات الموات پر وقیع مقدمے تحریر کیے۔ استادِ محترم علامہ عبدالستار سعیدی حفظہ اللہ نے مجھ سے ایک ملاقات میں فرمایا: "حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ کے وصال کے بعد فتاویٰ رضویہ کی ایک عربی عبارت کے ترجمے میں دقت پیش آرہی تھی کیونکہ وہ عبارت طباعت کے مرحلے میں کچھ یوں چھپی کہ اُسے پڑھنا مشکل ہو رہا تھا اس لئے اُنہوں نے یہ صفحہ اپنے استاد حضرت شرفِ ملت کو پیش فرمایا تو اُس وقت اُن کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب شرفِ ملت کے قلم سے یہ عبارت اور اس کا اردو ترجمہ اُن تک پہنچا۔ جب پوچھا گیا کہ اس غیر واضح عبارت کو کیسے پڑھا؟ تو حضرت شرفِ ملت نے بہت سادگی سے جواب دیا: "ایصالِ ثواب کرنے کے بعد سیّدی اعلیٰ حضرت کی توجہ طرف توجہ کی تو آپ کی روحانی برکت سے یہ مبہم عبارت خود بخود واضح ہوتی گئی۔"

یوں تو شرفِ ملت نے سیدی اعلیٰ حضرت کے حوالے سے کئی کانفرنسز میں مقالات پڑھے مگر دو مقالے قابلِ ذکر ہیں، پہلا مقالہ ادارہ تحقیقاتِ اسلامیہ (اسلام آباد) کے زیرِ اہتمام ۵/اکتوبر کو منعقد ہونے والی امام ابوحنیفہ کانفرنس میں "فی ظلال الفتاوی الرضویہ" کے عنوان سے پیش کیا۔ جبکہ دوسرا مقالہ "الامام احمد رضا خان فی میزان الانصاف" کے عنوان سے فقط ایک دن کے نوٹس پر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اُس وقت لکھا اور پیش کیا جب اُنہیں بتایا گیا کہ اسلام آباد کے ہوٹل "ہالی ڈے اِن" میں ۱۱/مارچ ۱۹۹۷ء کو امام احمد رضا کانفرنس کا اعلان کیا گیا تھا جس میں انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی کے دو سے اڑھائی سو غیر ملکی طلبہ کی شرکت متوقع ہے اور مہمان مقرر انتہائی ناگزیر وجوہات کی بنا پر اس پروگرام میں شرکت سے معذور ہیں، اِس کانفرنس میں انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی کے مصری وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر احمد العسال اور اِسی یونیورسٹی میں قائم شعبہء عربی کے مصری چیئر مین پروفیسر ڈاکٹر رجاء جبر نے بھی اظہارِ خیال کیا۔ اِس طرح منتظمین کی محنت ضائع ہونے سے بچ گئی اور فکرِ رضا اتنے کثیر لوگوں تک پہنچ گئی۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

رضویات کے فروغ میں حضرت شرفِ ملت کی خدمات کے حوالے سے علامہ منظر الاسلام ازہری لکھتے ہیں:

"ہندو پاک اور جامعہ ازہر شریف مصر میں امامِ اہلِ سنت پر ریسرچ کرنے والے کسی بھی شخص نے آپ سے رہنمائی طلب کی تو آپ نے نہ صرف اُس کی حوصلہ افزائی کی بلکہ مصادر و مراجع کی نشاندہی بھی کی بلکہ حسبِ استطاعت مراجع مہیا بھی فرمائے، اِس کے علاوہ بر صغیر ہندو پاک میں امام احمد رضا فاضلِ بریلوی پر کام کرنے والے اداروں کے ساتھ بڑا فعال رابطہ بھی رکھا جس کی بدولت بڑے علمی کام ہوئے۔ راقم کو پتہ چلا کہ مصر میں رضویات کی بنیاد بھی آپ ہی کے ہاتھوں پڑی وہ اِس طرح کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مبارز ملک مرحوم ۱۹۸۹ء میں اردو پڑھانے کے لئے الازہر یونیورسٹی کی فیکلٹی آف لینگویجز اینڈ ٹرانسلیشن میں قائم شعبۂ اردو میں بھیجے گئے تو حضرت علامہ شرف قادری نے اُن کے ذریعے امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی قدس سرہ کی حیات و خدمات کے متعلق کچھ کتب شعبۂ اردو کے اساتذہ کے لیے ارسال کیں، انھی کتب کے ذریعے جناب ڈاکٹر حازم محمد محفوظ امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی قدس سرہ کی ہمہ جہت شخصیت سے متعارف ہوئے اور انہوں نے فاضلِ بریلوی پر عربی زبان میں کئی کتابیں لکھیں، مضامین لکھے اور لکھوائے۔"

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

الازہر یونیورسٹی (قاہرہ) میں قائم شعبۂ اردو میں اردو زبان وادب کے مصری استاد جناب ڈاکٹر حازم محمد محفوظ ۱۹۹۵ء میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ عربی میں وزٹنگ پروفیسر کی حیثیت سے تشریف لائے تو انہوں نے رضویات کی تاریخ میں پہلی مرتبہ امامِ اہلِ سنت کا عربی دیوان بساتین الغفران کے نام سے مرتب کیا جسے مکمل ہونے پر حضرت شرفِ ملت نے دقیق نظر ثانی کے بعد چند اداروں کے تعاون سے مکتبہ قادریہ کی طرف سے شائع کرنے کا اعزاز حاصل کیا، اس دوران ڈاکٹر حازم کا مختلف اہلِ علم سے رابطہ رہا۔ وہ حضرت شرفِ ملت کے بارے میں کہتے ہیں:

"میں پاکستان میں اہلِ سنت کے اکابر علما میں سے ایک شخصیت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری کا عظیم احترام کے ساتھ خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے کثیر مخطوطات اور مصادر و مراجع کے ساتھ میری ایسی معاونت فرمائی جس کا اِس دیوان پر گہرا اثر تھا، اگر اُن کی یہ معاونت نہ ہوتی تو شاید یہ دیوان موجودہ صورت میں مکمل نہ ہوتا، اُنہوں نے اپنی اُس اخلاص والی معاونت میں کبھی بخل نہیں کیا جو اُن کے اعلیٰ اخلاق، مضبوط اور سچے ایمان کے ساتھ ساتھ امامِ اہلِ سنت امامِ اکبر مجددِ دین وملت امام احمد رضا خان کے ساتھ مخلصانہ محبت پر دلالت کرتی ہے، آپ کی اہلِ سنت اور امامِ اکبر مجددِ دین وملت امام احمد رضا خاں کے عقائد کے دفاع میں لکھی ہوئی کثیر عربی، فارسی اور اردو تصنیفات امامِ اہلِ سنت کے ساتھ مخلصانہ محبت کی بہترین دلیل ہیں، شاید اس سلسلے میں آپ کی بہترین کتاب "من عقائدِ اھلِ السنہ" ہے جو بار بار پڑھے جانے کے قابل ہے۔"

ایک اندازہ ہے کہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی محبت نے حضرت شرفِ ملت کے دل میں زمانۂ طالبِ علمی ہی سے گھر کر لیا تھا اور اس نعمت کی برکت سے اُنہیں تقوے کا نور حاصل رہا۔ ہمارے فاضل دوست علامہ عبد الغفور گولڑوی حفظہ اللہ بتاتے ہیں: "یہ ۱۹۶۰ء کی بات ہے کہ میں بندیال شریف میں استاذ العلما ملک المدرسین علامہ عطا محمد گولڑوی بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زیرِ تعلیم تھا اُس وقت استاد شرف صاحب بھی وہیں زیرِ تعلیم تھے تب میں نے اُن سے گلستان پڑھی اور پھر مجھے اُن سے ایسا لگاؤ ہوا کہ میں اُن کی وہاں سے فراغت کے بعد بھی ہری پور میں بھی اُن کے علم وفضل سے خوشہ چینی کرتا رہا۔ میں نے انہیں ۱۹۶۰ء سے لے کر اُن کی زندگی کے آخری ایام تک ہمیشہ شریعت پر عمل پیرا، علم و عمل، عجز وانکسار، صبر وشکر اور اخلاص کا پیکر پایا۔"

شرفِ ملت کے تقوے پر روشنی ڈالنے والے اِن کلمات کے بعد میں پھر سے اُسی بات کی طرف لوٹتا ہوں جس کا آغاز کیا تھا۔ حضرت شرفِ ملت نے انتہائی جانفشانی سے علم حاصل کیا اور علم وعمل کے حسین پیکر بنے اور پھر تدریس کے میدان میں قدم رکھا اور قال اللہ وقال الرسول کا سلسلہ بھی شروع کر دیا، اور پھر "قال" کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت حاصل ہونے کے بعد ۱۹۷۰ء میں "حال" کی نعمت حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا تو نگاہِ انتخاب ایک ایسی شخصیت پہ جا ٹھہری جس کی رگوں میں رحمتِ عالم ﷺ کا خون رواں تھا، چہرے پر علم وعمل اور تقوے کا نور تھا، اور اِس بات نے شرفِ ملت کے اشتیاق کو تیز تر کر دیا کہ اُن کے ممدوح کی آنکھیں امامِ اہل

Digitally Organized by
www.imamahmadraza.net

سنت کی زیارت سے شادکام ہوئی تھیں، نیز اُن کا ہاتھ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے دستِ مبارک سے مَس ہوا تھا، اور انہیں امامِ اہلِ سنت سے اجازت و خلافت بھی عطا ہوئی تھی۔ شرفِ ملت بیعت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"فقیر قادری دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور، ہزارہ میں صدر مدرس تھا، مجھے شوق پیدا ہوا کہ کسی مرشدِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کی جائے، سوچ بچار کے بعد نگاہ سیّد صاحب (سراج الاتقیا علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ) پر ٹھہر گئی جو علم و عمل کا پیکرِ جمیل اور اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کے خلیفہ بھی تھے۔ چنانچہ لاہور حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی تو فرمایا: "پرسوں آنا۔" (مشائخ کا طریقہ رہا ہے کہ فوراً بیعت نہیں کرتے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ طلب صادق ہے یا نہیں) راقم آپ کی نوازشات کی بنا پر آپ کی بارگاہ میں بے تکلف تھا، اِس لئے عرض کیا: "جناب مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی کافر کلمہ پڑھنا چاہے تو اُسے فوراً کلمہ پڑھا دینا چاہیے اور تاخیر نہیں کرنی چاہیے جبکہ آپ فرماتے ہیں پرسوں آنا۔" فرمانے لگے: "لاحول ولا قوۃ الا باللہ اِس کا کیا مطلب؟" میں نے عرض کیا: "کہ میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنا چاہتا ہوں اور آپ فرماتے ہیں پرسوں آنا۔" فرمانے لگے: "اچھا پھر آؤ۔" اور سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں بیعت کر لیا، یہ ۱۶/ محرم ۱۳۹۰ھ بمطابق ۲۵/ مارچ ۱۹۷۰ء کی بات ہے۔"

حضرت شرفِ ملت اپنے مرشدِ گرامی سراج الاتقیا، مفتیِ اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو البرکات سیّد احمد قادری رحمہ اللہ کی تواضع اور انکساری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"طریقت کے شجروں میں مشائخ کے نام اس طرح نظم کیے جاتے ہیں کہ کہ اُن کے وسیلے سے دعا مانگی جاتی ہے، جو پیرِ طریقت اپنے مریدین کو دینے کے لیے شائع کرتے ہیں وہ اپنا نام اس انداز میں نظم کرتے ہیں کہ مریدین اُن کے وسیلے سے دعا مانگیں، لیکن سیّد صاحب نے باوجودیکہ روحانی اعتبار سے بلند مقام پر فائز تھے اور پاکستان کے مفتیِ اعظم تھے بڑے بڑے علما اُن کے حضور دوزانو بیٹھتے تھے، اپنا نام بالکل مختلف انداز میں شامل شجرہ کیا، ملاحظہ ہو شجرہ قادریہ برکاتیہ کا ایک شعر یہ ہے:

یا الٰہی سیّدِ احمد کو کر اپنا غلام
کر کرم اُس پر نبی الانبیا کے واسطے

یعنی اپنے مریدوں کہ یہ سبق نہیں سکھایا کہ میرے وسیلے سے مانگو، بلکہ یہ راہ دکھلائی کہ میرے لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فرمانبردار بندوں میں شامل فرمالے اور مجھ پر کرم کرے، پھر "کر کرم اُن پر" نہیں کہا بلکہ "اُس پر" فرمایا، اِس سے اُن کی انکساری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ راقم (شرفِ ملت) نے اِس کی جگہ ایک دوسرا شعر تجویز کیا اور چار اشعار مزید شامل کیے ہیں:

یا الٰہی ختم فرما کفر کی طغیانیاں
سیّدِ احمد سراج الاتقیا کے واسطے
یا الٰہی رحم فرما عالمِ اسلام پر
بہر رحمانی میاں پیرِ ھُدیٰ کے واسطے
یا الٰہی سنیت پر پختگی کر دے عطا
حضرتِ سیّد امینِ مہ لقا کے واسطے
مولوی عبدالحکیم قادری کو دے اماں
سیّدِ عالم محمد مصطفےٰ کے واسطے
میرے مولا دے شرف کو نعمتیں دارین کی
سیّدِ کونین ختم الانبیا کے واسطے"

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

حضرت شرفِ ملت اپنی عمرِ عزیز کے تقریباً چھبیسویں سال میں مفتیِ اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری رحمہ اللہ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے باقاعدہ طور پر سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ سے منسلک ہوئے، اور پھر عمر بھر امام احمد رضا کے پیغامِ محبت کو عام کرتے رہے۔ دلوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے حبیب ﷺ کی محبت کے چراغ روشن کرتے رہے۔ جس کے صلے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں وہ علمی، عملی اور روحانی عروج بخشا کہ مجھے اُن کے وصال کے بعد کئی احباب نے اُن کے بارے میں ایسی باتیں بتائیں کہ میں ایک صاحبِ حال سے پوچھے بغیر رہ نہ سکا کہ "حضرت شرفِ ملت پانچ وقت نماز باجماعت کا اہتمام تو ضرور فرماتے تھے مگر میں نے کبھی انہیں تہجد یا کثیر اوراد و وظائف کا اہتمام کرتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر اُنہیں یہ سارے مراتب کیسے حاصل ہوئے؟" تو اُنہوں نے جواب دیا: "اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت صاحبِ نسبت انسان کو وہ روحانی درجات اور مرتبے دلاتی ہے جو صرف نوافل اور وظائف سے حاصل نہیں ہوتے۔" اور یہ امام احمد رضا خاں کے دامن سے وابستگی ہی کا فیضان تھا کہ حضرت شرفِ ملت کو درج ذیل حضرات نے سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت و خلافت سے نوازا:

(۱) پیرِ طریقت حضرت علامہ محمد ریحان رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان۔

(۲) صاحب الفضیلۃ والارشاد حضرت علامہ مولانا فضل الرحمن مدنی رحمہ اللہ۔

(۳) مولانا سیّد احمد علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ (سابق سجادہ نشین، اجمیر شریف)

(۴) پیرِ طریقت حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول رضوی مدظلہ العالی۔

(۵) فقیہِ اعظم ہند علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت شرفِ ملت کو آستانۂ عالیہ قادریہ رضویہ سے تو فیض ملا ہی تھا مگر جب وہ سراپا خیر الحاج محمد رفیق برکاتی حفظہ اللہ کے ہمراہ سیّدی اعلیٰ حضرت کے پیر خانے مارہرۂ مقدسہ میں انعقاد پذیر عرسِ قاسمی ۲۰۰۰ء میں حاضر ہوئے تو امینِ شریعت حضرت پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی دامت برکاتہم العالیہ نے کثیر علما و مشائخ اور عوامِ اہلِ سنت کی موجودگی میں شرفِ ملت کو سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں اجازت و خلافت اور دستار سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں اور حضرت شرفِ ملت کے جملہ شیوخِ اجازت کو جزائے خیر عطا فرمائے!

اور یقیناً یہ نسبتِ قادریہ رضویہ کی برکات کا تسلسل تھا کہ شرفِ ملت رحمہ اللہ کو عرب و عجم کے کثیر مشائخ سے سلسلۂ عالیہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، رفاعیہ، تیجانیہ اور شاذلیہ میں بھی اجازت و خلافت حاصل تھی۔ انہیں جس قدر عروج حاصل ہوتا رہا اُن کی عاجزی اور انکساری میں اسی قدر اضافہ ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اُن کی برزخی زندگی میں بھی نسبتِ قادریہ رضویہ کی بہاروں سے نوازے، آمین۔ وہ شجرہ شریف پڑھتے ہوئے درج ذیل شعر بہت کیفیت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے:

قادری کر، قادری رکھ، قادریوں میں اُٹھا
قدرِ عبد القادرِ قدرت نُما کے واسطے

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

صحرائے سخن کا پژمردہ پھول

﴿میرزا امجد رازی﴾

وَلَمْ يَبْقَ سِوَى الْعُدْوَا
نِ دِنَّاهُمْ كَمَا دَانُوْا

(ترجمہ: اور بسا اوقات جہالت کے مقابلے میں بردباری سے کام لینا ذلت کی اطاعت کرنا ہے۔)

عرصۂ حیات کے چہرے کو غازۂ شہرت سے نکھارنے اور سنوارنے کے لیے ظاہری نمود و نمائش کے قبیلے سے تعلق رکھنے والوں نے طرح طرح کے طریقے استعمال کیے۔ جب بھی ابرِ حقیقت برسا تو اُن کے چہروں کے قدرتی بدنما داغ و دھبّے ظاہر ہو گئے۔ جہانِ علم و فن میں بڑے ایسے تھے جن کی نیتیں جاہ و ہوس کے فولادی شکنجوں میں جکڑی ہوئی تھیں مگر جب جب تخلیقِ عہد کا سلسلہ ارتقاء پذیر ہوتا رہا تو ان نیتوں کو جاہ و ہوس کی آہنی گرفت سے چھڑانے کے لیے ایسے ایسے عبادِ کامل منصۂ شہود پر آتے رہے کہ جنھوں نے ان شکنجوں کو آتشِ نَفَس سے پگھلا کر رکھ دیا۔ تاریخ نے چشمِ عالم کے سامنے ایسے افراد کی وہ فہرست پیش کی ہے کہ جس کو دیکھ کر چشمِ عالم آج تک ورطۂ حیرت اور رقصِ تعجب میں ہے۔

صفحۂ ثانی پر اُن افراد کے نام بھی خامۂ تحقیق نے قرطاسِ تاریخ پر لکھ دیے ہیں کہ جنھوں نے جسمِ علم و فن کے لیے لباسِ جہالت کو پسند کیا۔

یہ محاورہ اُن کی حیاتِ مستعار کا لائحۂ عمل بن گیا

ع بدنام جو ہوں گے تو کیا نام نہ ہو گا

اپنی نام و نمود کی ہوس میں لوگوں نے اس داغِ بدنامی کو اپنی جبینِ حیات کے لیے غُرَّةُ الْمُحَجِّلِيْن سمجھ لیا اور اپنے دستِ گستاخ کو ایسے استاذ کے دامنِ سخن پر مارا کہ جس کا کلام سلطانِ کلامِ فصحاء، جس کا ذہن ترجمۂ کلامِ ذاتِ عُلیٰ، وہ استاذ کہ جو قالبِ تقریر کو جانِ فصاحت سے نوازتا اور وقتِ تفسیرِ کلامِ الٰہی کے قند و گلاب ملاتا، جس کا ہر کلمہ بابِ رحمت اور ہر فقرۂ کلام انتسابِ مغفرت، مشاطۂ عروسِ نظم و نثر میں ہمہ تن مصروف رہنے والی بارات کو دولہا یعنی

شیخ الاسلام والمسلمین امام الفصحاء عمدۃ الاذکیا اشعر الشعراء اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلی رحمۃ اللہ علیہ۔

آیئے انہی میں سے ایک کور سوادِ "ذی الشقاق زادہ اللہ مرض النفاق" کی زہر بھری آنکھوں کے اشارے دیکھیے۔

پہلا اشارہ:

بعض اشعار میں فنی تسامحات بھی پائے جاتے ہیں

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

کیوں کہ یہ بشر کا کلام ہے، اللہ کا کلام تو ہے نہیں۔ اور یہ اشعار پیش کیے:

اس گُل کے سوا ہر پھول باگوش وگراں آیا
دیکھے ہی گی اے بلبل جب وقتِ فغاں آیا
طیبہ کے سِوا سب باغ پامالِ فنا ہوں گے
دیکھوگے چمن والو جب عہدِ خزاں آیا
کچھ نعت کے طبقے کا عالم ہی نرالا ہے
سکتے میں پڑی ہے عقل چکّر میں گماں آیا

ان اشعار پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ تقطیع کرتے وقت پہلے، دوسرے اور تیسرے شعر میں بالترتیب لفظ پھول، باغ اور عقل کے آخری حروف بحر سے خارج ہو جائیں گے۔

جوابِ اشارہ:

میر کا شعر میں ہے

حباب آسا محیط عشق سے جو پار اُترتے ہیں
گزر جاتے ہیں پہلے سر سے پیچھے پاؤں دھرتے ہیں

مولوی نجم الغنی نجمی رام پوری رقم طراز ہیں کہ ان اشعار میں عروض و ضرب یعنی مصرع کے رکن آخر میں مفاعیلان ہے یا لفظ "ہیں" اعلانِ نون مانا ہے جس کے جواب میں خواجہ نصیر الدین طوسی کی معیار الاشعار کی عبارت بہت مدہ ہے:

"ایسے دو ساکنوں کے واقع ہونے کی وجہ سے مسبغ نہ سمجھنا چاہیے کیوں کہ الف اور نون غنہ دو حرف نہیں ہیں بلکہ ایک حرف کے قائم مقام ہیں جیسے "اعلیٰ حضرت" کا مصرعۂ شعر ملاحظہ فرمائیں

ع اس گُل کے سوا ہر پھول باگوش وگراں آیا

اس مصرع میں لفظِ گراں رکنِ مفاعیلن کے جزء مَفَا پر تقطیع ہوتا ہے جس کے آخر میں الف اور نونِ غنّہ آئے ہیں۔ اسی کے بارے میں محققِ طوسی کہہ رہے ہیں کہ یہ دو حرف نہیں ہوتے بلکہ ایک حرف کے قائم مقام ہیں۔ ایسے ہی درمیانِ ابیات میں ایسے دو حرف ایک حرف کے حکم میں شمار کیے جاتے ہیں۔

تو مولوی نجم الغنی صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ خواجہ کا یہ قول نون غنّہ میں تو جاری ہو سکتا ہے مگر متاخرین تو ساکن زائد غیر غنّہ بھی لاتے ہیں کہ درمیانِ مصرع (یعنی حشوِ اوّل اور دوم میں) اسباغ جائز ہے۔

اسباغ کیا ہے؟

یہ زحافِ ارکانِ بحر کا نام ہے یعنی 'تسبیغ'۔

تعریف اس کی یہ ہے کہ رکنِ بحر کے آخر میں واقع سببِ خفیف کے بعد ایک حرف ساکن کا اضافہ کرنا ہے جیسے فاعلاتن سے فاعلاتان اور مفاعیلن سے مفاعیلان تو اب حشو یعنی درمیانِ مصرع میں زحاف تسبیغ سے بحر ہزج مثمن سالم۔

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن کا مزاحف

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

آہنگ یہ بنے گا۔

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان مفاعیلن

جیسے دیبی پرشاد ربط کا یہ شعر دیکھیں ؎

اداو عشوہ ناز و غمزہ ہیں یہ چار رکن اس کے

قدِ موزونِ جاناں بھی عجب برجستہ مصرع ہے

اس شعر کے مصرعِ اول کے حشوِ ثانی میں لفظِ "چار" زحافِ تسبیغ کو ظاہر کر رہا ہے۔ اسی طرح قاضی یوسف مرگھے یوسف تخلص کا یہ شعر دیکھیں ؎

رسول اللہ کے فرزند، علی کے لاڈلے دل بند

ہیں زہرا کے جگر پیوند محی الدین جیلانی

اس شعر میں بھی لفظِ فرزند، دل بند اور پیوند اسباغ سے مزین ہیں یعنی مفاعیلان سے۔ اسی طرح مومن کا شعر ہے ؎

رکھے مجھ کو جیسا میں اس کو عزیز

نہ معشوق و عشّاق میں ہوئے تمیز

اس شعر کا وزن تو فعولن فعولن فعولن فعول ہے مگر مومن نے مصرعۂ ثانی میں زحافِ تسبیغ کے ذریعے اس کا وزن فعولن فعولان فعولن فعول بحر متقارب مثمن مقصور مسبّغ کیا حالانکہ مومن کو علم تھا کہ عشّاق کو عاشق کرنے سے وزن صحیح ہی رہے گا پھر بھی عشّاق باندھا تاکہ تنویر پھول جیسے تشاعر حضرات کا نظریہ رد ہو سکے۔ اسی طرح حضرت رضاؔ کے کلام کی بحر تو تھی بحر ہزج مثمن اخرب 'مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن' مگر حضرت رضاؔ نے قواعدِ عروض کے عین مطابق اس وزن کو مثمن اخرب مسبّغ 'مفعول مفاعیلان مفعول مفاعیلن' کیا اور حشوِ اوّل کو اسباغ سے تزئین دی۔

دوسرا اشارہ

اعلیٰ حضرت کا شعر ہے ؎

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

اس شعر کے بارے کہا گیا ہے کہ

لفظ وہابی میں ہائے ہوّز متشدد ہے کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسم وہّاب سے مشتق ہے جبکہ یہاں بغیر تشدید کے باندھا گیا ہے۔

جوابِ اشارہ:

حقیقتِ تلفظ: اہلِ فن لکھتے ہیں کہ

اگر کسی لفظ میں کوئی حرف دو بار پے در پے یعنی متواتر یا یکے بعد دیگرے آجائے تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) حرف دونوں بار متحرک ہوگا۔

(۲) حرف پہلی بار متحرک اور دوسری بار ساکن ہوگا۔

(۳) حرف پہلی بار ساکن اور دوسری بار متحرک ہوگا۔

ا۔ جب حرف دونوں بار متحرک ہو تو اس کو دو بار

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

لکھا جاتا ہے اور دونوں پر حرکات لکھی جاتی ہیں جیسے مَمانعت، مَمالک، چچّا وغیرہ۔

۲۔ جب پہلی بار متحرک اور دوسری بار ساکن ہو تو بھی اسے دو بار لکھا جاتا ہے۔ پہلے پر اس کی حرکت اور دوسرے پر جزم دی جاتی ہے جیسے مُمتاز، مَمدوح، تِتلی، سُسرال وغیرہ۔

۳۔ جب پہلی بار ساکن اور دوسری بار متحرک ہو تو اس کی مزید تین صورتیں معرضِ وجود میں آتی ہیں۔ پہلی یہ کہ اگر حرف نون ہے جیسے جَنْنا، سُنْنا، گِنْنا میں ہے تو اسے دو بار لکھا جائے گا، پہلے پر جزم اور دوسرے پر اس کی حرکت لکھی جائے گی۔ دوسری یہ کہ حروف کو دو بار لکھنے کی بجائے ایک بار لکھ کر ان پر علامتِ تشدید لکھ دیتے ہیں جیسے معلّم، تکلّم، تبسّم وغیرہ۔ اور تیسری یہ کہ ایک بار لکھنے کے بعد اس کے اعراب کی دو قسمیں کر دیتے ہیں یعنی کبھی تو تشدید لکھی جاتی ہے اور کبھی وزنِ عروضی پورا کرنے کے لیے تشدید کی جگہ زبر، زیر یا پیش لکھ دی جاتی ہے۔ جیسے لفظِ رکّھا، چکّھا، لکّھا وغیرہ وغیرہ۔

کہ یہ الفاظ شعر میں رکھا، رکھے، رکھو، چکھا، چکھے، چکھو، لکھا، لکھے، لکھو بغیر تشدید کے بھی استعمال ہوتے ہیں۔

ایسے ہی لفظ الوھّاب ہے کہ تشدید کے ساتھ بھی ہے اور بغیر تشدید کے بھی مستعمل ہے بلکہ بغیر تشدید کے فصیح واصح ہے۔

کیونکہ فرہنگِ آصفیہ میں لفظ وہابی بغیر تشدید کے بھی ہے جو ہماری تائید میں ہے۔ مولوی سیّد احمد دہلوی لکھتے ہیں: "اگرچہ یہ لفظ ھائے مشدد سے ہے مگر عرفِ عام میں تخفیف کے ساتھ بولا جاتا ہے اور عرفِ عام میں جس لفظ کو تلفظِ غیر حقیقی کے ساتھ بولا جائے، اسے غلَطْ العام کہتے ہیں۔" اب غلط العام کے بارے میں مولوی سیّد احمد دہلوی لکھتے ہیں: "عام غلطی جسے سب لوگ استعمال کریں مگر اصطلاح میں وہ بات جس کو بالاتفاق تمام زبان دانوں نے بھی بباعثِ فصاحت اپنے محاورے میں استعمال کر کے شعر و سخن میں برتا ہو چنانچہ اسی سبب سے غلط العام فصیح کو سب علما و فصحا نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے۔" سبحان اللہ! صاحب فرہنگِ آصفیہ نے علماء اور فصحاء کہہ کر جہلائے سخن کو خارج کر دیا کیوں کہ جہلا غلط العام اور غلط العوام کا فرق ہی نہیں جانتے۔ اگر فرق جان جاتے تو کبھی اساتذہ کے بارے میں ہذیاناتِ محض نہ بکتے۔ الغرض یہ تیسری تقسیم تلفظ محض شعراء کے حسن ذوق اور حسنِ طبع و سمع کے باعث ہے کہ جس لفظ کو اس تقسیم ثالث میں داخل کیا، سو کیا۔

ورنہ لفظِ بچّہ، کچّا وغیرہ کو بغیر تشدید کے نہیں پڑھتے کیونکہ استکراہِ سمع کا مسئلہ ہے۔

تیسرا اشارہ

اعلیٰ حضرت کے شعر پیش کیے:

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا
دیو کے بندوں سے کب ہے یہ خطاب
تُو نہ ان کا ہے نہ تھا پھر تجھ کو کیا

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

ان اشعار پر یہ تبصرہ کیا: "حقیقت یہ ہے کہ قرآن فرقہ بندی کے سخت خلاف ہے۔ اُمتِ مسلمہ کو ایک اللہ، ایک آخری رسول، ایک آخری کتاب یعنی قرآن اور ایک قبلے کی بنیاد پر متحد ہو جانا چاہیے۔"

پھر تنویر پھول عدمِ فحول و عقلِ فضول کا مظاہرہ کرتا ہوا کہتا ہے کہ "اس پر میں اپنے دو اشعار پیش کرتا ہوں۔" اور اشعار یہ پیش کیے۔

مسلماں بھائی بھائی ہیں، خدا نے ہے یہ فرمایا
مگر یہ مولوی صاحب نہ جانے کیوں لڑاتے ہیں
ہمیں فرقہ پرستی سے بڑی نفرت ہے اے یارو
نہ ہم ہیں دیو کے بندے نہ ہم حلوہ اُڑاتے ہیں

جوابِ اشارہ

قرآنِ عظیم میں اللہ کریم جل مجدہٗ نے ارشاد فرمایا:

اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ

کہ تم ایسے ایمان لاؤ جیسے لوگ ایمان لائے۔ مفسرین کرام نے لفظ "الناس" سے صحابہ کرام مراد لیے ہیں۔ اب ترجمہ یہ بنا کہ تم ایسے ایمان لاؤ جیسے صحابہ ایمان لائے۔ صحابہ کا ایمان کیسا تھا؟

ضمرہ سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے اپنا جھگڑا سرورِ عالم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کیا تو حضور نے مبطل کے خلاف حق والے کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ مبطل نے فیصلۂ مصطفوی سے اعراض کیا تو اس کے ساتھی نے کہا کہ اب کیا ارادہ ہے، کہا کہ ہم اپنا فیصلہ لے کر ابو بکر صدیق کے پاس چلتے ہیں تو وہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔ حق والے نے عرض کی کہ ہم دونوں اپنا جھگڑا بارگاہ، رسالت مآب ﷺ میں لے گئے۔ حضور نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کہ تمہارا فیصلہ وہی ہے جو آقائے دو عالم ﷺ نے کیا۔ مبطل نے کہا کہ میں اس سے بھی راضی نہیں ہوں اور کہنے لگا کہ عمر بن خطاب کے پاس چلتے ہیں۔ تو اُن کے پاس آئے۔ حق والے نے کہا کہ ہمارا جھگڑا بارگاہِ رسالت میں پیش ہوا۔ حضور نے فیصلہ میرے حق میں فرمایا مگر یہ اس فیصلے سے منکر ہے، اس پر راضی نہیں ہوتا۔ حضرت عمر نے اس سے پوچھا تو اس نے اثبات میں جواب دیا۔ یہ سن کر حضرت عمر بن خطاب گھر چلے گئے، باہر نکلے تو تلوار اُن کے ہاتھ میں تھی۔ تلوار کو میان سے نکالا اور مصطفیٰ کے فیصلے سے انکار کرنے والے کی گردن اُس کے تن سے جدا کردی۔ رواہ ابو اسحٰق، الصارم۔ اسی طرح تفسیر جلالین میں ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن اُبی سرورِ عالم ﷺ کے گدھے مبارک کے پاس سے اس حالت میں گزرا کہ حمارِ مصطفیٰ پیشاب کر رہا تھا تو عبداللہ بن اُبی نے اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے فرمایا جو اس وقت وہیں تھے۔

ریح بول حمار رسول اللہ ﷺ اطیب من ریح مسککم

کہ رسول اللہ ﷺ کے گدھے مبارک کے پیشاب کی بُو تمہارے مشک و عنبر سے اچھی ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

نے فرمایا: من لکعب بن الاشرف فانہ قد اٰذی اللہ ورسولہ۔ "کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لیے کون تیار ہوتا ہے کیوں کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔" الغرض محمد بن مسلمہ اور اس کے ساتھیوں نے کعب بن اشرف کو قتل کر دیا۔

اسی طرح ایک شخص سرکارِ دو عالم ﷺ کو سب کرتا تھا، حضور ﷺ نے فرمایا: من یکفینی عدوی۔ میرے دشمن کو میری طرف سے کفایت کون کرے گا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور کا بے ادب اور حضور کو سب و شتم کرنے والا حضور کا دشمن ہے اور اسے قتل کرنا حلال ہے۔

صحیح بخاری کی ایک اور حدیث ہے کہ حضرت براء بن عاذب سے روایت ہے کہ حضور نے ابورافع کہ ہاں چند انصاری نوجوان بھیج کر اسے قتل کروایا اس لیے کہ ابورافع حضور ﷺ کو ایذا دیتا تھا۔

سنن نسائی کی ایک طویل حدیث جس کا خلاصہ ہے کہ ایک اندھے شخص نے اپنی بیوی کو اس وجہ سے قتل کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو سب و شتم کیا کرتی۔ تو مجلس میں رسول اللہ ﷺ کے پوچھنے پر کہ اس عورت کو کس نے قتل کیا۔ وہ اندھا آدمی کھڑا ہو گیا۔ سرکار نے حاضرینِ مجلس سے فرمایا، خبردار تم گواہ ہو جاؤ کہ اس عورت کا خون رائیگاں ہے۔ یعنی نابینا نے ٹھیک کیا، موذیٔ رسول قتل کرنے کے قابل ہے۔ اس کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا، اس لعین کا خون ضائع جائے گا۔

اسی طرح ایک حدیث سنن ابوداؤد سے بھی سنیے۔

حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودیہ حضور کی گستاخی و بے ادبی کرتی تھی تو ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ حضور نے اس کا خون باطل کیا کہ وہ رائیگاں ہے۔

اب قانونِ الٰہی کو بھی دیکھیے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا:

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ سے لے کر ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ تک (سورۂ توبہ)۔ اس آیت کا ترجمہ ہے:

"اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے (نبی) کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں (یعنی کان کے کچے ہیں، اُن سے جو کہہ دیا جائے سُن کر مان لیتے ہیں) تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لیے کان ہیں، اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور جو تم میں سے مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے، تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کرلیں اور اللہ اور رسول کا حق زیادہ تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔ کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے، یہی بڑی رسوائی ہے۔"

اس آیتِ کریمہ سے چند مسائل حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے مخالفت و دشمنی کرنا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ کی آگ میں جلنا ہے۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

۲۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو راضی کرے اور جو حضور کو راضی نہ کرے بلکہ سب و شتم کرے اور بے ادبی کر کے ناراض کرے وہ دائرۂ ایمان سے خارج، کافر ہے۔

۳۔ جب کان کے کچے کہنے میں توہین و ایذاءِ مصطفیٰ ہے تو حضور کے علم سے شیطان کا علم بڑھانا اور حضور کے علمِ پاک کو بچوں، پاگلوں، جانوروں کے علم کی طرح بتانا کتنی سخت ایذا و بے ادبی ہے۔

اب تنویر پھول سے کہتا ہوں کہ ہوش کے ناخن لے، آنکھیں کھولے اور اشعارِ اعلیٰ حضرت پر غور و فکر کرے کہ کیا اعلیٰ حضرت فرقہ پرستی کا درس دے رہے ہیں؟ اگر ان اشعار سے یہی مفہوم نکلتا ہے تو طرزِ صحابہ کو کیا کہے گا؟ طرزِ مصطفیٰ کو کیا کہے گا؟ قانونِ الٰہی کو کیا کہے گا؟

فرقہ بندی تو وہ ہے کہ اصولِ شریعتِ مطہرہ سے ہٹ کر کوئی عقیدہ گھڑا جائے۔

اعلیٰ حضرت کے کسی فتویٰ یا کسی کتاب سے زندیقِ سخن ثابت نہیں کر سکتا کہ اعلیٰ حضرت نے اصولِ شریعت کے خلاف پر کوئی عقیدہ گھڑا ہو، پھر اس نے کہا تمام اُمتِ مسلمہ کو ایک اللہ اور رسول اور قرآن پر متحد ہو جانا چاہیے۔ کہا تو اس نے ٹھیک ہے مگر اللہ پر تو متفق دیوبندی، وہابی، اہلِ تشیع بھی ہیں، رسول پر بھی متفق ہیں، قرآن پر بھی متفق ہیں۔ مگر گستاخئ خدا و رسول و صحابہ ان لوگوں کا وطیرہ ہے تو کیا ایسے لوگوں سے ناموسِ مصطفیٰ کے تحفظ کے لیے لڑنا اور علیحدہ ہو جانا اور ردّ کرنا فرقہ پرستی ہے؟ اگر اس کے باپ کو کوئی گالی دے، اُس کی ماں کو کوئی بُرا کہے تو کیا یہ اُسے اپنا بھائی بنائے گا؟ اگر نہیں تو رسولِ اکرم ﷺ کی شانِ اقدس میں بے ادبی و گستاخی کرنے والوں کو ہم کیوں اپنا بھائی بنائیں کہ رسول اللہ ﷺ تو ہمیں اپنے والدین سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ پھر اس نے یہ بھی کہا کہ

نہ ہم ہیں دیو کے بندے نہ ہم حلوہ اُڑاتے ہیں

چلو یہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ یہ دیو کا بندہ نہیں مگر جو اس نے یہ کہا کہ "نہ ہم حلوہ اُڑاتے ہیں" تو اس نے تمام اہلِ سنّت و جماعت پر چوٹ کی کہ گیارہویں و بارہویں اور ختمِ قادریہ وغیرہم میں میٹھی چیزوں کو حلوہ کے زمرے میں رکھ کر کہا کہ ہم حلوہ اُڑانے والے بھی نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کی پسند سے انکار کیا:

کان النبی یحب العتسل والحلوۃ

نبی ﷺ کو شہد اور حلوہ پسند تھا۔

تنویر پھول کے پاس حدیث کا کیا جواب ہے؟ خیر یہ ایسا جملہ تو نہیں کہ ہم اس پر گمراہیت و کفر کا فتویٰ لگائیں تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ تنویر پھول ایسے جملوں سے اجتناب کرے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تداخلِ فصلین میں ہی گلِ سخن کی پتیاں جھڑ جھڑ کر ہوائے تنقید میں گلستانِ ادب کو خیر باد کہتی جائیں اور چشم شاخِ فن پژمردہ پھول کی بہار کو ترستی رہے۔

میں اپنے مضمون کو مرزا یاسؔ عظیم آبادی کے اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

جنابِ یاس ہیں اور انتظامِ باغِ سخن
ہوئے تند کے جھونکے اور چراغِ سخن

بندۂ زبردست نہ زیردست خدا پرست

میرزا امجد رازی

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

خطبۂ استقبالیہ
امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۱۰ء

از: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری منعقدہ ۱۰ر اپریل ۲۰۱۰ء، شیخ زید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی

صدر گرامیِ قدر، پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی زید مجدہٗ، شیخ الجامعہ، جامعہ کراچی، مہمانِ خصوصی ذوی القدر پروفیسر عبد الغنی صاحب زید مجدہٗ، نمائندۂ پروفیسر ڈاکٹر نذیر احمد مغل صاحب المحترم، شیخ الجامعہ، جامعہ سندھ، بریلی شریف اور دہلی سے تشریف لائے ہوئے مہمانانِ ذوی القدر حضرات علامہ مولانا مفتی محمد حنیف خان رضوی و حضرت علامہ مولانا انوار احمد امجدی مدظلہما، فاضل مقالہ نگار حضرات، معزز علمائے کرام، جامعات اور کالج کے اساتذۂ کرام اور حاضرینِ ذوی الاحترام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج ہم ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کی طرف سے منعقدہ ۳۰ویں امام احمد رضا کانفرنس میں عبقریِ وقت حضرت علامہ امام احمد رضا حنفی قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی و ملّی کارناموں کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔

مہمانانِ ذی وقار!

امام احمد رضا اپنے دور کے عبقری اور افقہ عالم تھے۔ انہوں نے اس قرآنی حکم

قُلِ اللّٰہُ شَھِیۡدٌۢ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکُمۡ وَاُوۡحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنُ لِاُنۡذِرَکُمۡ بِہٖ وَمَنۡۢ بَلَغَ (الانعام ۶: ۱۹)

"یعنی تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے مجھ میں اور تم میں اور میری طرف سے اس قرآن کی وحی ہوئی ہے کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو قرآن پہنچے"

پر عمل پیرا ہوتے ہوئے قرآن و حدیث کے احکامات اور ان میں پوشیدہ علم و حکمت اور فراست و دانائی کے خزانوں کو ان کے اہل تک پہنچانے میں ابلاغ و ترسیل کا جو اعلیٰ معیار برتا ہے اور جس طور پر اپنے دور کے تمام ذرائع ابلاغ کو استعمال کیا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے عرب و عجم اور نامور عالمی جامعات کے اسکالرز نے ان کی منثور و منظوم نگارشات کو بلند معیار کی تحقیقات قرار دیا ہے اور ان کو اس دور میں سیّدِ عالم اَعْلَم کائنات سیّدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کے اس ارشادِ مبارک کا مصداق قرار دیا ہے کہ

اللہ تر و تازہ کرے اس کو جس نے ہمارا کلام سنا اور جیسا سنا ویسا پہنچا دیا، بہت سے پہنچائے ہوئے سننے والوں سے زیادہ اہل ہوتے ہیں، اور ایک روایت کے مطابق زیادہ افقہ ہوتے ہیں۔"

خاتم النبیین ﷺ کی امت کے علماء علم و عمل کے اعتبار سے بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مانند ہیں۔ وہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات و کرامات، علمی فتوحات اور روحانی فیوض و برکات کا آئینہ ہوتے ہیں۔ ان ذواتِ قدسیہ پر تعلیم و تعلّم اور پرورش و پرداخت کے اعتبار سے نبی رؤف رّحیم ﷺ کی خاص نظر کرم ہوتی ہے۔

چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا دنیا کے ان عباقرہ میں شمار ہوتے ہیں جو اپنے زمانے کے تمام مروّجہ علوم و فنون پر نہ صرف دسترس رکھتے تھے بلکہ زندگی کے تمام شعبوں پر ان کی گہری نظر تھی۔ علوم قرآن و حدیث،

Digitally Organized by

www.imamahmadraza.net

اصولِ تفسیر و حدیث اس کے متعلقات اور تمام آلی (Instrumental) علوم پر اُن کی گرفت کا اعتراف بے شمار علمائے عرب و عجم نے کیا ہے جن میں امام صاحب سے اعتقادی، نظری اور علمی اختلاف رکھنے والے بھی شامل ہیں۔

یہاں وقت کی قلت کے سبب صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔ علامہ حکیم عبدالحی لکھنوی صاحب جو علامہ ابوالحسن ندوی صاحب کے والد ہیں، "نزھۃ الخواطر" میں فرماتے ہیں:

"فقہ حنفی کی جزئیات پر کمال دسترس کے حوالے سے دورِ حاضر میں ان کی (یعنی مولانا احمد رضا) نظیر نہیں ملتی۔"

اور میں اس پر مزید اضافہ کرتا ہوں کہ بقولِ مولانا کوثر نیازی آج کے دور میں بھی نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اب کب ایسی شخصیت منصۂ شہود پر آئے گی چونکہ اس وقت اُمتِ مسلمہ کا جو حال ہے اور ہر شعبۂ زندگی میں جو انحطاطِ علمی، تنزلی معیار اور قحط الرجال کا عالم ہے۔ اللہ خالق و مولیٰ سے دعا ہی کی جاسکتی ہے کہ

دُرد نہا تیرہ شد باشد کہ از غیب
چراغے بر کند خلوت نشینے

یعنی اے اللہ عزوجل باطن تاریک ہوگئے ہیں، تجھی سے التجا ہے کہ غیب سے امام احمد رضا جیسا علم و حکمت کا خلوت نشین پیدا فرمادے جو دلوں میں پھر سے حضوریِ قلب اور علم و حکمت اور علم الیقین کے چراغ روشن کردے۔ (آمین)

ایسا نہیں کہ ہمارے معاشرے میں علومِ قرآنی کے جاننے والوں اور دانش مند لوگوں کی کمی ہے۔ افسوس ناک صورتِ حال تو یہ ہے کہ بقولِ حافظ شیرازی

نہ حافظ را حضور درس قرآن
نہ دانشمند را علم الیقینے

اگر فقدان ہے تو حضوریِ قلب، خشیتِ الٰہی اور عشقِ رسول ﷺ کا۔ ایک افقہ عالم کو عین الیقین کی منزل تک یہی صفات پہنچاتی ہیں۔

صدر عالی وقار اور مہمانانِ گرامی قدر!

امام احمد رضا رحمہ اللہ اس دور میں ایک ایسے ہی افقہ عالم تھے جن کو یہ تمام مقامات حاصل تھے۔ اگر ہم ان کی زندگی کے اہداف کو، جن کی تکمیل میں وہ تمام عمر قلمی و لسانی طور سے کوشاں اور اس کا عملی مظہر رہے، مختصر الفاظ میں بیان کریں تو وہ تین ہیں:

۱۔ عشقِ رسول ﷺ کے چراغ بجھے ہوئے جلاؤ اور جلتے ہوئے چراغوں کی لَو تیز سے تیز تر کرو، انہیں بجھنے نہ دو۔

۲۔ سنّتِ رسول ﷺ کے عملی پیکر بن کر سنّت عام کرو۔ اور

۳۔ علمِ نافع کی ترویج و اشاعت اس طور پر کرو کہ فارغ التحصیل ہوتے وقت طالبِ علم علم الیقین کی اس آخری سرحد تک پہنچ جائے جہاں سے عین الیقین کی منزل کی ابتداء ہوتی ہے تاکہ آئندہ وہ مطالعہ، تجربہ اور جدوجہد سے بآسانی اپنی منزل پاسکے۔

قاہرہ، مصر کے دورِ جدید کے نامور عالم، محققِ تراثِ اسلامی اور ۲۳ سے زائد کتب کے مصنف، الاستاذ الدکتور محمد خالد ثابت امام احمد رضا رحمہ اللہ کی تصانیف کے عمیق مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ وہ اپنے اعلیٰ درجے کے اخلاص اور صدقِ کامل کی برکت کی بدولت ان ثلاثہ اہداف کی تحصیل میں اپنے دور کے نہایت ہی کامیاب افقہ عالم ہوئے ہیں۔ (مفہوم)

وہ ایک سوال قائم کرکے پھر اس کا خود ہی جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

فهل أفلح الشيخ في تحقيق هذهِ الاهداف؟ نعم، بل إنهٗ رُزِق، ببركةِ إخلاصه و صدقه، الدرجة العليا في تحقيق كُلّ واحد من هذهِ الاهداف الثلاثة۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: "انصاف الامام فی انصاف امام اهل السنة العالم الربانی الشیخ احمد رضا خان البریلوی" (۱۴۳۰ھ / یونیو ۲۰۰۹ء) ص:۲۰، ناشر: المقطم للنشر والتوزیع، قاهرة، جمهوریة مصر العربیة۔

صدرِ ذوی الاحترام اور مہمانانِ ذوی الکرام!

امام احمد رضا رحمہ اللہ کی انہی تعلیمات اور مختلف علوم و فنون پر اُن کی معیاری نگارشات و تحقیقات کو عام کرنے اور ان کے ورثۂ علمی کے مخفی خزانوں کو منصۂ شہود پر لاکر ان کے اہل تک پہنچانے کے لیے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل مؤسسہ (۱۹۸۰ء) گذشتہ تیس برسوں سے اپنی کاوشیں جاری رکھے ہوئے ہے۔ بحمد اللہ اب اس کے ثمرات سامنے آرہے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ امام احمد رضا کی تعلیمات و تصنیفات، احوال و آثار اور تحقیقات کی متنوع جہتوں پر کیے جانے والے تحقیقی کام نے اب "رضویات" کے عنوان سے فی نفسہٖ علم کے ایک الگ شعبہ (Discipline) کا رُخ اختیار کرلیا ہے۔

۲۔ ۳۵ سے زیادہ عالمی جامعات میں مختلف علوم و فنون کے نامور اساتذہ و اسکالرز اب بلا تکلف اور ان کے متعلقات پر تحقیقی کام کو "رضویات" کے نام سے موسوم کررہے ہیں۔ اور "رضویات" پر پی. ایچ. ڈی اور ایم. فل کی سطح پر مقالہ لکھنے کی نہ صرف ترغیب دے رہے ہیں بلکہ بطور نگراں اپنی خدمات بھی پیش کررہے ہیں۔

۳۔ ہماری اطلاعات کے مطابق رضویات پر گذشتہ تیس برسوں میں اب تک تقریباً ۳۰ اور متعلقاتِ رضویات پر ۱۰ اسکالرز پی. ایچ. ڈی کی سند حاصل کرچکے ہیں اور تقریباً اتنے اسکالرز رجسٹریشن اور مقالہ جات کی تکمیل کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔ ان میں تقریباً ۵ خواتین بھی شامل ہیں۔

۴۔ ۱۰ سے زائد ایم. فل ۳۰ سے زائد ایم. ایڈ اور ایم. اے اور ہزار سے زائد دینی مدارس کی سطح پر مقالات لکھے جاچکے ہیں۔

غرضیکہ گذشتہ ۳۰ برسوں میں عالمی جامعات کی اعلیٰ سطح پر (یعنی پی. ایچ. ڈی، ایم. فل، ایم. اے کے لیے) جس تواتر اور دلجمعی اور اخلاص فی اللہ کے ساتھ امام احمد رضا اور ان کے متعلقات کے حوالے سے جو تحقیقی مقالات لکھے جارہے ہیں۔ اس کی مثال برصغیر پاک وہند و بنگلہ دیش کی کسی دوسری معروف عالم کی شخصیت میں نظر نہیں آتی۔ کم از کم ہمارے علم میں نہیں۔

آج ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہماری اس کانفرنس میں پاکستان کی دو جامعات کے شیخ الجامعہ یہاں مدعو ہیں، صدرِ مجلس محترم پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی زید عنایتہٗ شیخ الجامعہ، جامعہ کراچی اور مہمانِ خصوصی محترم پروفیسر ڈاکٹر نذیر احمد مغل زید مجدہٗ، شیخ الجامعہ، جامعہ سندھ، جامشورو، جن کی نمائندگی محترم پروفیسر عبدالغنی صاحب کررہے ہیں، یہاں تشریف فرما رہے ہیں۔ یہاں چند انکشافات یقیناً ان حضراتِ گرامی کے لیے بالخصوص اور حاضرینِ محترم کے لیے بالعموم دلچسپی کا باعث ہوں گے:

۱۔ عالمِ اسلام کی سب سے بڑی جامعہ، جامعۃ الازھر الشریف کو یہ شرف اور اوّلیت حاصل ہے کہ (گذشتہ تیس برسوں میں) ستمبر ۱۹۹۹ء میں پہلی بار کسی جامعہ کے احاطہ

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

میں امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہوئی اور یہ ناچیز وجاہت رسول قادری اور علامہ عبدالحکیم شرف قادری مرحوم و مغفور بنفسِ نفیس اس کانفرنس میں شریک تھے بلکہ یہ کانفرنس ہماری ہی تجویز پر شیخ الجامعۃ الازہر شریف علامہ دکتور محمد سیّد طنطاوی مرحوم کی اجازت سے منعقد ہوئی تھی۔

۲۔ جامعہ سندھ، جامشورو کو یہ اوّلیت اور شرف حاصل ہے کہ یہ برصغیر کی پہلی جامعہ ہے جہاں ۲۰۰۷ء میں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد ہوا اور اس کی خاص بات یہ تھی کہ ادارۂ ہٰذا کے جنرل سکریٹری محترم پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب جو کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ ارضیات سے وابستہ ہیں، انہوں نے امام احمد رضا کی حیات، علمی و سائنسی خدمات پر سلائیڈز کی مدد سے ۲ گھنٹے extensive لیکچر دیا جسے اس وقت کے وائس چانسلر سمیت تمام موجود اساتذۂ کرام اور طلبا حضرات نے بڑی پذیرائی بخشی۔

۳۔ علی گڑھ یونیورسٹی، پاکستان کی دوسری اور پرائیوٹ سیکٹر کی پہلی یونیورسٹی ہے (جس کے چانسلر محبّ و محترم جناب زیڈ۔ اے نظامی صاحب ہیں) جہاں ۲۰۰۸ء میں امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہ کانفرنس جناب زیڈ۔ اے نظامی صاحب کی خواہش اور ان کی دعوت پر منعقد کی گئی۔

۴۔ وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی چوتھی یونیورسٹی ہے جہاں ۲۰۰۹ء میں امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہوئی۔

۵۔ اور جامعہ کراچی، پاکستان کی پانچویں جامعہ ہے جہاں آج شیخ زید اسلامک سینٹر کے آڈیٹوریم میں اس جامعہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد ہو رہا ہے۔ اس کے لیے ہم شیخ الجامعہ جناب پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی صاحب اور اسلامک سینٹر کے ڈائریکٹر محترم پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب اور شیخ زید اسلامک سینٹر کے عملے کے تہِ دل سے ممنون ہیں۔

صدرِ گرامی قدر اور عظیم المرتبت مہمانانِ خصوصی!

آج کا یہ علمی اجتماع اس بات پر شاہد عادل ہے کہ ہم اپنے مقاصد کی تکمیل اور اہداف کے حصول میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ ہم نہ صرف ملکی سطح پر بلکہ عالمی پیمانے پر جدید علمی طبقہ میں امام احمد رضا کے علمی مآثر اور ان کی متنوع شخصیت کے متعدد گوشوں کو متعارف کرانے میں اور جدید علوم کی قد آور محقق شخصیات کو "رضویات" پر تحقیق و تدقیق کے لیے راغب کرنے میں بحمد اللہ بڑی حد تک کامیاب ہو رہے ہیں۔

حافظؔ حدیث سحر فریب خوشت رسید
تا حدِ چین و شام و با قصائے روم و رے

الحمدللہ کہ آج اکنافِ عالم میں امام احمد رضا کا چرچا ہے۔ لیکن ہماری کامیابیوں اور ناکامیوں کو تنقیدی نگاہ سے دیکھنے کی ضرورت باقی ہے۔ ان سب کامیابیوں کے باوجود ہمیں احساس ہے کہ "رضویات" کے تعارف کے حوالے سے ابھی ہمیں ایک طویل سفر طے کرنا باقی ہے۔

اس سال کی اہم پیش رفت اگر مختصر الفاظ میں بیان کی جائے تو درج ذیل ہے:

۱۔ اعلیٰ حضرت کے سائنسی اور ریاضی علوم کو منظر عام پر لانا ماہرینِ فن کو اس طرف متوجہ کرنا۔ اس ضمن میں پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اعلیٰ حضرت کی سائنسی تحقیقات کے حوالے سے بہت مفید تحقیقات کی ہیں جو سی۔ڈیز کی صورت میں محفوظ ہیں۔

۲۔ محترم محمد اعظم صاحب جو پی۔ آئی۔ اے میں انجینئر

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

ہیں، انہوں نے امام صاحب کے ریاضی کے ایک مخطوطہ رسالہ "البدور فی اوج المجذور" یعنی "علم جذر میں چمکتے چاند" کی تحقیق و تخریج کی ہے اور فارسی سے اردو میں اپنے حواشی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ ان شاءاللہ آئندہ امام احمد رضا کانفرنس تک یہ کتاب شائع ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت کے دو رسائل

(i) رسالہ در علمِ نوگارثم (Logarithm) اور

(ii) رسالہ در علمِ مربعات (Square + Cubes) پر

بھی کام کر رہے ہیں۔

۳۔ محترم عبید الرحمٰن صاحب جو چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ اور اکنامسٹ ہیں۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کے کرنسی نوٹ پر لکھے ہوئے رسالے سمیت معاشیات کے حوالے سے ان کے مزید چھ رسائل کا انگریزی میں ترجمہ مع تخریجات و حواشی کر لیا ہے۔ یہ کتب بھی ان شاءاللہ آئندہ امام احمد رضا کانفرنس تک زیورِ اشاعت سے آراستہ ہو جائیں گی۔ وہ کتب و رسائل یہ ہیں:

i) کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (تصنیفِ مکہ مکرمہ)

ii) کاسر السیفہ الواھم فی ابدال قرطاس الدراھم

iii) رسالہ منی آرڈر

iv) تدبیر فلاح و نجات و اصلاح

v) رسالہ در اجارہ (اجود القری)

vi) جحب العوار عن مخدوم بہار

زیرِ تکمیل:

i) ربا اور لاربا (Riba to La-Riba)

ii) بیع سے متعلق بنیادی احکام

iii) مرابحہ　iv) سلم

v) حوالہ اور ہنڈی

مستقبل کے منصوبے:

i) مضاربہ　ii) مشارکہ　iii) زکوٰۃ

iv) کفالت　v) اوقاف

۴۔ ایک سب سے بڑی اور اہم پیش رفت امام صاحب کی سوانح حیات جامع مرتب کرنے کے حوالے سے یہ ہوئی ہے کہ تقریباً ۳۰ جلدوں پر مشتمل ایک خاکہ تیار کر لیا گیا ہے اور اس سلسلے میں پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کر دی گئی ہے جس کا یہ فقیر بھی ممبر ہے اور اس کی ترتیب و جمع کا کام ریسرچ اسکالر محترم اشرف جہانگیر کے سپرد کیا گیا ہے۔ انہوں نے گذشتہ ایک سال میں مختلف عنوانات پر اب تک ۱۲ جلدیں تیار کر لی ہیں۔

صدرِ گرامی منزلت و حاضرین کرام! ہمارے مستقبل کے پروگرام میں تین پروجیکٹ بہت اہم ہیں۔

۱۔ اہم ملکی اور غیر ملکی جامعات میں امام احمد رضا چیئر کا قیام

۲۔ جامعہ امام احمد رضا کا قیام

۳۔ جدید خطوط پر امام احمد رضا لائبریری کا قیام جس میں تمام فنون پر کتب کے علاوہ انٹرنیٹ اور ویب سائٹ کی سہولیات بھی موجود ہو۔

آخر میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کا یہ خادم ایک بار پھر صدرِ گرامی، مہمانِ خصوصی، ہندوستان سے تشریف لائے ہوئے مہمانانِ محترم، مقالہ نگار حضرات، حاضرینِ مجلس اور شیخ زید اسلامک سینٹر کی انتظامیہ اور ان کے کارکنان کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم جناب وسیم سہروردی اور ان کے سہروردی برادران کے بھی سپاس گذار ہیں کہ انہوں نے حاضرینِ کانفرنس کے لیے ضیافت کا پُرتکلف اہتمام کیا ہے۔ ماشاءاللہ گذشتہ ۶ برسوں سے خلوص اور للّٰہیت

Digitally Organized by
www.imamahmadraza.net

کے ساتھ یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی بہترین جزاء انہیں عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے ایک ولی کامل کے ساتھ ان کی اس محبت کے طفیل جناب وسیم سہروردی کی اہلیہ کو شفائے کامل اور صحت عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ادارۂ ہٰذا اور یہ خادم ذاتی طور پر ان تمام حضراتِ گرامی سے بھی اظہارِ تشکر کرتے ہیں کہ جنہوں نے اس کانفرنس کے انعقاد میں ہم سے مالی تعاون فرمایا یا ہمیں اشتہارات سے نوازا۔ تمام کرم فرماؤں کے اسمہائے گرامی یاد نہیں رہ گئے لیکن چند کا ذکر ضروری ہے: محترم الحاج نثار احمد صاحب (چیئرمین پراچہ ٹیکسٹائل ملز)، جناب حاجی رفیق برکاتی صاحب، جناب حاجی حنیف عبدالرزاق جانو صاحب، جناب سیّد مومن صاحب، جناب عبدالرزاق تابانی صاحب، جناب اختر عبداللہ صاحب (امریکہ)، جناب ادریس سہروردی، جناب سہیل سہروردی صاحب، جناب حنیف معرفانی صاحب، جناب امجد سعید صاحب جناب حاجی حنیف طیب صاحب، جناب ریاست رسول صاحب، لاکھانی سلک ملز، جناب قمرالدین خان صاحب، جناب خواجہ راشد علی صاحب، محمد منیر صاحب، جناب جنید، جناب زبیر حبیب صاحب، مکتبۂ علیمیہ کراچی، پام کولاجسٹک سروسز، احمد بھائی امیر طیبہ اسلامک کالج وغیرہم۔

ہم پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کے بھی شکر گزار ہیں بالخصوص "نور ٹیلی ویژن" اور کراچی میں اس کے مینجنگ ڈائریکٹر جناب مولانا عاصم صاحب کے خاص طور سے ممنون ہیں کہ انہوں نے پوری کانفرنس کی کوریج کی۔ ہم مولانا پروفیسر محمد آصف خان علیمی زید مجدہٗ کے بھی شکر گذار ہیں جنہوں نے نہایت محنت اور خلوص کے ساتھ ہماری مطبوعات کی اشاعت کی۔ ہم ایسے افراد اور اداروں کے بھی ممنون ہیں جنہوں نے اپنی رضویات کے حوالے سے اپنی تصنیفات و تحقیقات میں ہم سے مشورہ و اشتراک کیا بالخصوص ادارۂ اہلِ سنت کراچی، مولانا اسلم رضا قادری، مولانا حامد علیمی، مولانا عبد صاحب زید علیہم۔

اگر ادارۂ ہٰذا کے ان کارکنان کا ذکر نہ کیا جائے کہ جنہوں نے نہایت خاموشی سے لگاتار محنت کر کے ادارہ کی مطبوعات کی اشاعت کی اور اس کانفرنس کو ہر طرح سے سجانے میں اہم کردار ادا کیا تو یہ ناسپاسی ہوگی۔ میری مراد جناب عمار ضیاء خاں صاحب، ان کے ساتھی مرزا محمد فرقان قادری صاحب، آفس سیکریٹری جناب ندیم احمد نورانی صاحب، اکاؤنٹنٹ جناب شاہنواز قادری صاحب، جناب اشرف جہانگیر صاحب، جناب ندیم اختر القادری صاحب اور مجلسِ عاملہ کے تمام اراکین۔ راقم ان سب کا ذاتی طور پر اس لیے بھی شکر گزار ہے کہ گزشتہ ۶ ماہ سے فقیر اپنی پے بہ پے علالت کے باعث ادارہ کے دفتر سے غیر حاضر ہے۔ میں جنرل سیکریٹری جناب پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید مجدہٗ کا بالخصوص اور جناب پروفیسر دلاور خان صاحب اور محترم اشرف جہانگیر صاحب کا بالعموم شکر گزار ہوں کہ ان حضرات نے فقیر کی دفتری غیر حاضری کو بالکل محسوس نہ ہونے دیا اور ہر پیش رفت سے نہ صرف فقیر کو آگاہ رکھتے بلکہ مشاورت بھی کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس ٹیم کو سلامت با کرامت رکھے اور یہ کارواں فقیر کے بعد بھی اسی طرح منزلِ مراد کی طرف رواں دواں رہے۔

در مقامی کہ صدارت بفقیر ان بخشند
چشم دارم کہ بجاہ از ہمہ افزون باشی

[ترجمہ: ایسے مقام میں کہ صدارت (بالانشینی) فقیروں کو عطا کرتے ہیں، مجھے توقع ہے (میری دعا ہے) کہ تُو مرتبے میں سب سے زیادہ ہووے] آمین بجاہِ سیّد المرسلین ﷺ۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

آل انڈیا سیمینار

امام احمد رضا خاں: اردو ادب کا ایک تابندہ ستارہ

ایک رپورٹ

از: پروفیسر محمد نورالحق (صدر، شعبہ اُردو، بریلی کالج، بریلی)

موضوع: اُردو ادب کے ارتقا میں بریلی کا حصہ

بتاریخ: ۲۵ر فروری ۲۰۱۰ء

بمقام: بریلی کالج بریلی

منجانب: اردو اکاڈمی لکھنؤ

امام احمد رضا خاں اردو ادب کا ایک تابندہ ستارہ

امام احمد رضا خاں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ان کے بارے میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ انہوں نے اپنے علم و ادب سے نہ صرف اردو دنیا بلکہ عالمی سطح پر اپنا سکہ جمایا۔ عرب و عجم دونوں کو بہت کچھ دیا۔ عالمِ اسلام کے دینی اور دنیوی مسائل کے ساتھ ساتھ سائنسی دنیا کے ایسے ایسے انکشافات کیے کہ یورپ و امریکہ انگشت بدنداں رہ گئے۔ آپ کو بجا طور پر موجودہ دور کا مجدد کہا جاتا ہے۔

امام احمد رضا خاں نے جس زمانے میں آنکھیں کھولیں وہ بہت ہی پُر فتن تھا۔ ہندوستان ہی نہیں بلکہ پورے عالمِ اسلام میں ایک خلفشار پھیلا ہوا تھا۔ نہ صرف سیاسی بساط الٹ چکی تھی بلکہ علم و عقل و حکمت کا محور بھی بدل چکا تھا۔ اب سب کچھ سائنسی ایجادات اور آلات تو بن ہی چکے تھے۔ ناقص سائنسی مزعومات بھی بھولی بھالی عوام الناس کو خوف و ہراس میں مبتلا کرنے اور اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے استعمال کیے جا رہے تھے۔ دینی و مذہبی عقائد باطل ٹھہرائے جا رہے تھے، اور عوام الناس نئے مادی فلسفے کو قبول کرتی چلی جا رہی تھی۔ غرض ایک عجیب صورتحال تھی جسے بھول بھلیاں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

حسنِ اتفاق سے امام احمد رضا خاں کا خاندان لوگوں کو اس بھول بھلیاں سے نکال کر خدا اور اس کے حبیب کے دیے ہوئے سچے دین پر چلانے کا کام انجام دیتا آرہا تھا اسی لیے امام احمد رضا خاں بھی عملی طور پر عنفوانِ شباب سے ہی اسی راہ پر چل پڑے۔ دینی اور دنیاوی دونوں عقائدِ باطلہ اور ناقص سائنسی مزعومات کی ایسی گرفت کی کہ ساری دنیا حیران رہ گئی۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ دنیا کی حیرانی اس بات پر نہیں تھی کہ امام احمد رضا خاں نام کا کوئی شخص ایسا پیدا ہوا ہے کیونکہ اسی زمانے میں سر سید احمد خاں گردشِ زمین کے خلاف "قول مبین در ابطال حرکت زمین" لکھ کر اپنے موقف سے پیچھے ہٹ چکے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے یا تو ان کا علم راسخ نہیں تھا یا ان پر کوئی دباؤ پڑا۔ لوگوں کی حیرانی اس بات پر تھی کہ ایک مولوی یہ کام انجام دے رہا ہے کہ بڑے بڑے ریاضی داں اس کے

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

آگے گھٹنے ٹیکنے لگے۔ایک مولوی امریکی ماہر فلکیات 'البرٹ ایف پوٹا کو جھوٹا ثابت کر رہا ہے۔ایک مولوی Geo-Centric Concept Of Universe اور - Helio Centric Concept Of Universe کا انکشاف کر رہا ہے۔ایک مولوی فلسفہ قدیمہ اور جدیدہ کی ہی تشریح نہیں کر رہا ہے بلکہ گلیلیو، نیوٹن اور آئنسٹائن کے نظریات انہیں کے نظریے سے باطل قرار دے رہا ہے۔

مندرجہ بالا تمہید میں یہ مقصد بھی چھپا ہوا ہے کہ ہمارے ادب کا عقیدہ بھی کچھ اسی طرح کا ہے۔اکثر دیکھنے کو ملتا ہے کہ فلاں صنفِ ادب میں صرف مذہب کا غلبہ ہے۔فلاں کے یہاں صرف تصوف کے مسائل ہیں۔فلاں صحافت کر رہا ہے ادب نہیں لکھ رہا ہے۔فلاں کی تخلیق میں عصری حیثیت نہیں ہے۔فلاں زندگی کی بدلتی قدروں کا ساتھ نہیں دے رہا ہے۔فلاں کو جمالیت نے مس نہیں کیا ہے۔فلاں نرا مولوی ہے۔اس طرح کے جملوں کی ادائیگی سے کبھی کسی صنف کی قدر و قیمت کم کر دی جاتی ہے تو کبھی کسی کو شاعر یا ادیب تسلیم نہیں کیا جاتا۔امام احمد رضا خاں بھی اس زد سے نہیں بچ سکے۔داغ دہلوی نے جب ان کا یہ شعر:

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

اپنے پیارے شاگرد حسن رضا خاں سے سنا تو برجستہ کہا کہ "مولوی ہو کر اتنا اچھا شعر کہتا ہے"۔اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امام احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری میں وہ آن بان ہے جو شاعری کی معراج ہے۔

امام احمد رضا خاں کو بھی اس بات کا احساس تھا کہ انہوں نے اپنی شاعری میں مدحتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جو نیا انداز اختیار کیا ہے وہ کسی اور کے یہاں نہیں ہے۔ تبھی انہوں نے کہا:

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیٔ طبعِ رضا کی قسم

گرچہ انہوں نے سید کفایت علی کافی مرادآبادی کو سلطانِ نعت گویاں کہا ہے۔کافی صاحب کا یہ شعر جو انہوں نے پھانسی کے پھندے پر لٹکتے ہوئے پڑھا تھا۔

سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک
نعتِ حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

ایک مردِ مجاہد کی آواز ہی نہیں بلکہ حشر تک کی تصدیق ہے کہ ہر صنفِ ادب پامال ہو سکتی ہے لیکن صنفِ نعت شفیع محشر سے متعلق ہونے کی وجہ سے ہمیشہ باقی رہے گی۔

امام احمد رضا خاں کا فلسفۂ شاعری بھی یہی ہے۔اسی لیے انہوں نے اپنے دیوان کا نام "حدائقِ بخشش" رکھا۔حدائقِ بخشش کا تعلق اس ذاتِ پاک سے ہے جو خدا کا حبیب ہے۔رحمت للعالمین ہے۔ شفیع المذنبین ہے۔جو مزمل ہے، مدثر ہے، طٰہٰ ہے، یٰسٓ ہے، رؤوف ہے، رحیم ہے۔جس کی اتباع کرنا، جس سے محبت کرنا، جس پر جاں نثاری کرنا عین عبادت ہے۔جس کو ماں باپ، بھائی بہن، آل و اولاد سب پر فوقیت دینا لازم ہے، جس پر خدا اور اس کے ملائکہ ہر وقت درود بھیجتے ہیں، جس کے لیے اللہ نے حکم فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں تم بھی ان پر درود و سلام بھیجتے رہو۔

ایسی ذاتِ پاک کے لیے شاعری کے میدان میں

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

اترنا اور اس کو منتہائے کمال تک پہنچا دینا امام احمد رضا خاں کا حصہ ہے۔ وہ بھی بقول خود ان کے

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیوں کر آئے
لا اسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضاؔ کہ یوں

شاعری اور شریعت دونوں کو شیر و شکر کرنے کا عمل امام احمد رضا خاں سے پہلے ڈھونڈے نہیں ملے گا۔ امام احمد رضا خاں کی شریعت دانی کو تمام دنیا کے علما (جس میں مخالفین بھی شامل ہیں اور حرمِ طیبہ کے خادم بھی) نے نہ صرف تسلیم کیا ہے بلکہ مہر بھی لگائی ہے۔ شیخ عبد الرحمٰن دھّان مکی نے لکھا ہے:

"وہ جس کے لیے مکۂ معظمہ کے علمائے کرام گواہی دے رہے ہیں کہ وہ سرداروں میں یکتا و یگانہ ہے۔ امامِ وقت میرے سردار، میری جائے پناہ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو اس کی زندگی سے بہرہ ور فرمائے اور مجھے اس کی روش نصیب کرے کہ اس کی روش سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روش ہے"۔ (حسام الحرمین) "المیزان، امام احمد رضا نمبر" ۷۔۳۔۳۶

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ امام احمد رضا خاں کی شاعری کا نصب العین عشقِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ عشق جگر سوزی کا مطالبہ کرتا ہے۔ خونِ جگر کے بغیر عشق کی لذت سے لطف اندوز نہیں ہوا جا سکتا اور جو خدا کا محبوب ہے اس سے عشق کرنے کے لیے اگر فقیہانہ بصیرت نہ ہو تو شاعر دنیا اور عقبیٰ دونوں خراب کر سکتا ہے۔ امام احمد رضا خاں نے خود لکھا ہے کہ:

"حقیقتاً نعت لکھنا نہایت مشکل ہے۔ جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے۔ عرض حمد میں ایک طرف اصلاً کوئی حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں طرف سخت حد بندی ہے"۔ سالنامہ معارف رضا، کراچی ۲۰۰۴ صفحہ: ۱۰۶۔

امام احمد رضا خاں اپنی شاعری میں اس کلیہ کو برتنے میں اس لیے کامیاب ہوئے کہ انہیں شریعت اور فنِّ شاعری دونوں پر عبور حاصل تھا۔

فنِّ شاعری زبان دانی کا بھی تقاضہ کرتی ہے زبان کا صوتی نظام ثقالت کرختگی سے عاری نہیں لیکن ماہر لسان کے لیے یہ مشکل نہیں کہ نرم و شیریں اور رواں آوازوں کا انتخاب کر لے۔ امام احمد رضا خاں کے کلام کی روانی اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ وہ اس فن میں طاق تھے۔ زبان کی صوتی، حرفی، نحوی اور معنوی چاروں سطحوں سے جھانک کر دیکھیے ہر طرف سے زبان پر انکی پکڑ مضبوط دکھائی دیتی ہے۔ محاوروں کی برجستگی، استعارات اور تشبیہوں کی ادائیگی اور صنائع اور بدائع کے استعمال پر وہ زبردست قدرت رکھتے تھے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

تیری ہی جانب سے پانچوں وقت سجدہ نور کا
رخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نور کا
تو ہے سایہ نور کا ہر عضو، ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

یہ محض آواز کی روانی نہیں ہے بلکہ امام احمد رضا خاں کی طبیعت میں جو غضب کی روانی تھی اس کی کرشمہ سازی ہے۔ مذکورہ بالا دونوں شعر "قصیدہ نوریہ" کے ہیں۔ اس

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

قصیدے میں ۱۵۸ اشعار ہیں اور ہر شعر مطلع ہے۔ ہر مطلع میں ایسی بے ساختگی اور آمد ہے کہ کامل فن کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ اثر آفرینی کا عالم یہ ہے کہ جی چاہتا ہے پڑھتے ہی رہیے۔

محاورے کی برجستگی اور استعارے کا حسن دیکھنا ہو تو "حدائق بخشش" کی پہلی ہی نعت پر غور کیجیے جس کا مطلع ہے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اس نعت میں ۲۵؍اشعار ہیں جن میں ۲۸؍ محاورے استعمال ہوئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔عطا کے دھارے چلنا ۲۔سخا کے تارے کھلنا ۳۔پھرپر اڑنا ۴۔غیر کا منہ دیکھنا ۵۔قدموں میں ہونا ۶۔نظروں پہ چڑھنا ۷۔دامن میں چھپنا ۸۔آنکھیں ٹھنڈی ہونا ۹۔جگر تازہ ہونا ۱۰۔جان سیر اب ہونا ۱۱۔پتا سا اڑنا ۱۲۔پلہ ہلکا ہونا ۱۳۔بھاری بھروسہ ہونا ۱۴۔مفت پلنا ۱۵۔ٹکڑوں پہ پلنا ۱۶۔غیر کی ٹھوکر پہ ڈالنا ۱۷۔جھڑکیاں کھانا ۱۸۔خوار ہونا ۱۹۔دل کے میل دھلنا ۲۰۔دل میلا نہ کرنا ۲۱۔منہ تکنا ۲۲۔قدموں پہ مٹنا ۲۳۔حماعت میں لینا ۲۴۔عطیہ پھرنا ۲۵۔در پہ مرنا ۲۶۔جام چھلکنا ۲۷۔جوت پڑنا ۲۸۔نور چھننا۔

با محاورہ زبان کی خوبی بیان سے باہر ہے۔ صرف ایک شعر ملاحظہ کیجیے۔

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

اگر صرف لسانیاتی نقطۂ نظر ہی سے حدائق بخشش کا مطالعہ کیا جائے تو لفظی اور معنوی صنعت کا دریا رواں نظر آئے گا۔ امام احمد رضا خاں کو عربی، فارسی، اردو اور دیسی الفاظ پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ اس قدرت کی بنیاد پر انہوں نے ایک ایسی نعت شریف پیش کی ہے جس کی مثال اردو شاعری میں نہیں ملتی، نہ ان سے قبل اور نہ ہی ان کے بعد؛ اور لطف یہ ہے کہ دیسی الفاظ کے چھوٹے چھوٹے جملے جذبے اور موسیقی کے اعتبار سے اردو شاعری میں لاثانی بن گئے ہیں ملاحظہ کیجیے۔

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا

....

منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

....

توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا

....

تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا

....

برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

....

جب یاد آوت موہے کر نہ پرت درداوہ مدینے کا جانا

....

پت اپنی بپت میں کاسے کہوں مورا کون ہے تیرے سوا جانا

....

مورا تن، من، دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

....

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

یہ امام احمد رضا خاں کا کمال ہے کہ انہوں نے اس میں لوک گیت کا لطف پیدا کر دیا ہے۔ یہ لطف کیوں کر پیدا ہوتا اگر اس میں امام احمد رضا خاں کی والہانہ کیفیت نہ شامل ہوتی۔ خلیل الرحمٰن اعظمی کا یہ قول کتنا صحیح ہے:

"آپ کے کلام میں جو والہانہ سرشاری، سپردگی اور سوزو گداز کی کیفیت ملتی ہے وہ اردو نعت گو شعرا میں اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کی نظموں اور غزلوں کا ایک ایک حرف عشقِ رسول میں ڈوبا ہوا ہے"۔ امام احمد رضا: اربابِ علم دانش کی نظر میں، لیٔس اختر مصباحی صفحہ: ۹۳۔

اس نعت شریف میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کے ہر شعر میں چاروں زبانوں کے مکمل جملے استعمال ہوئے ہیں اور سب بامعنی ہیں۔

امام احمد رضا خاں کی ایک اور خصوصیت جو ان کو دوسرے نعتیہ شاعروں سے ممتاز کرتی ہے نعت سازی کے نئے تجربات ہیں۔ ان کا سلام جس کا مطلع ہے۔

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

یہ پورا سلام صنعتِ لزوم مالا یلزم اور صنعتِ ذوقافیتین میں ہے اور قافیے میں حروفِ تہجی کا التزام رکھا گیا ہے۔ ذوقافیتین کی صنعت میں غزلیں ملتی ہیں لیکن حروفِ ہجا کا التزام پوری اردو شاعری میں کہیں نہیں ہے۔ یہ امام احمد رضا خاں کی پہلی کوشش ہے۔ اس درودِ پاک میں ۶۰/ اشعار ہیں۔ کسی حرفِ ہجا کے دو اشعار کسی کے تین کسی کے پانچ اور ج ح خ د ذ ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل اور ی مجہول کے ایک ایک شعر ہیں۔ لزوم مالا یلزم کے التزام کے باوجود ایسی آمد ہے کہ بیان سے باہر ہے وارداتِ قلبی اور والہانہ کیفیت میں درود کی بارش ہوتی نظر آتی ہے۔

نافع و دافع ہو تم شافع و رافع ہو تم
تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروروں درود
کیوں کہوں بے کس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پر فدا تم پہ کروروں درود

امام احمد رضا خاں کا معراجیہ قصیدہ بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ بہت سارے مذہبی شاعروں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے لیکن بقول سید امین اشرف:

"معراج پر اعلیٰ حضرت کی نظم اردو ادب میں شاہکار کا درجہ رکھتی ہے اور میرے خیال میں اس موضوع پر اردو میں ایسی معرکت الآرا نظم نہیں لکھی گئی"۔ المیزان امام احمد رضا نمبر صفحہ ۵۵۷

گرچہ معراجیہ قصیدہ مشکل بحر میں لکھا گیا ہے جو صابر سنبھلی کے مطابق بحر متقارب مقبوض اثلم شانزدہ رکنی ہے جسکا وزن

فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

ہے لیکن امام احمد رضا خاں کے حسنِ بیان نے اس میں موسیقیت اور ترنم کا دریا بہا دیا ہے۔ اس قصیدے سے جڑا ہوا ایک دلچسپ واقعہ خالی از لطف نہیں ہے۔ اس کا ذکر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی نے کچھ اس طرح کیا ہے:

"اس قصیدے کی قدر و قیمت کا اندازہ اس واقعے سے کیا جا سکتا ہے جو مولانا کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے جس

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

کے مطابق ممتاز نعت نگار جناب محسن کاکوروی اپنا مشہور قصیدہ مولانا کو سنانے کے لیے لائے جس کا مطلع تھا:

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل
برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

مولانا احمد رضا نے نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد دو شعر سنے اور باقی قصیدہ عصر کے بعد سننے کا وعدہ کیا۔ مولانا احمد رضا بریلوی نے نمازِ عصر سے قبل اپنا مذکورہ قصیدہ معراجیہ سنا دیا۔ محسن کاکوروی نے جب آپکا قصیدہ سنا تو اپنا قصیدہ لپیٹ کر جیب میں ڈالا اور کہا مولانا آپ کے قصیدے کے بعد میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا"۔ سالنامہ معارف رضا، کراچی۔

اس اقتباس سے بہت سے عقدے کھل سکتے ہیں اور بہتوں کے بھرم ٹوٹ سکتے ہیں۔

شاعری سے لطف اندوز ہونے والوں کے لیے اس قصیدے میں نقشہائے رنگ رنگ ہیں۔ تغزل کی چاشنی، شیفتگی، مرقع کشی، منظر نگاری، فضا آفرینی غرض شاعری کا کوئی رنگ ایسا نہیں جو اس قصیدے میں نہ ہو۔ ذرا یہ رنگ دیکھیے۔

پہاڑیوں کا وہ حسن تزئیں وہ اونچی چوٹی وہ ناز تمکیں
صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حباب تاباں کے تھل ٹکے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھیں دھومیں
ادھر سے انوار ہنستے آتے ادھر سے نفحات اٹھ رہے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئنے تھے

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

کیا یہ اشعار کسی بیان کے محتاج ہیں؟ اس قصیدے میں یہ رنگ بھی دیکھیے:

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

یہ تو شاعر کی حسرت ہے ذرا عرش کی حالت دیکھیے۔

یہ سن کے بے خود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر ان کے تلووں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

امام احمد رضا خاں کا سلامیہ قصیدہ ساری اردو دنیا میں مشہور و مقبول ہے اس کی خوبیاں اس کی مقبولیت کا راز ہیں۔ اسلوبِ بیان کے نقطۂ نظر سے اردو میں یہ منفرد قصیدہ ہے۔ اس کے متعلق یوسف سلیم چشتی نے لکھا ہے:

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

"مولانا امام احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے سرکارِ ابد قرار ، زبدۂ کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جو سلام منظوم پیش کیا اسے یقیناً شرفِ قبولیت ہو گیا، کیونکہ ہند و پاک میں شاید ہی کوئی عاشقِ رسول ایسا ہو گا جس نے اس کے دو چار شعر ملاحظہ نہ کر لیے ہوں"۔ امام احمد رضا اربابِ علم و دانش کی نظر میں، لیس اختر مصباحی صفحہ: ۸۴۔

بارگاہِ بیکس پناہ میں جس کو قبولیت حاصل ہو جائے عوام میں اس کا کیا کہنا۔ اس قصیدے کے تعلق سے "سخنِ رضا" کے مصنف نے جو واقعہ قلم بند کیا ہے وہ قابلِ غور ہے۔

"اس سلام کے متعلق... مولانا الحاج مفتی قاری محمد حشمت علی خاں ... سے میں نے سنا فرماتے تھے امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا میں ہمہ وقت دین کا کام کرتا ہوں۔ ایک دن اعلیٰ حضرت پرانے شہر بریلی وعظ فرمانے تانگے میں تشریف لے جا رہے تھے۔ شیر بیشۂ اہلِ سنت کو وہ فرمان یاد آ گیا۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضور آپ فرماتے ہیں میں ہر وقت دین کا کام کرتا ہوں آپ اس وقت تانگے میں بیٹھ کر تشریف لے جا رہے ہیں تو دین کا کون سا کام کر رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا مولانا ایک تو ہم دین کے کام یعنی وعظ کو جا رہے ہیں یہ بھی دین کا کام ہے۔ دوسرے گھر سے یہاں تک میں نے سلام کے ساتھ اشعار موزوں کیے ہیں آپ لکھ لیں۔ شیر بیشۂ اہلِ سنت فرماتے تھے میں حیران رہ گیا کہ یہ خداداد صلاحیت ہے انسانی عقل سے وراہے"۔ سخنِ رضا۔ مطلب ہائے حدائق بخشش مولانا صوفی محمد اول قادری رضوی سنبھلی، صفحہ: ۳۰۴

اس اقتباس سے امام احمد رضا خاں کی شخصیت کا جو پہلو ابھر کر آتا ہے وہ یہی ہے کہ وہ ہر وقت حبیبِ خدا کی یاد میں ڈوبے ہی نہیں بلکہ سرشار رہتے تھے۔ ان کے دیدہ و دل، قلب و جگر اور جان و روح پر کوئی نقش چڑھتا تھا تو وہ صرف اور صرف محبوبِ خدا کا جلوۂ صد رنگ ہوتا تھا جس کا ثبوت ان کا یہ سلامیہ قصیدہ ہے۔ اس کی پر کیف فضا میں زبان کی سادگی، الفاظ کی روانی، جذبات کی سچائی، اور خیال کی صفائی اور لہجے کے دھیمے پن نے چار چاند لگا دیے ہیں۔ تبرکاً یہ قطعہ بند شعر ملاحظہ فرمائیں:

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

امام احمد رضا خاں نے اپنی شاعری میں حمد، نعت، مناجات اور منقبت کے سوا کسی اور موضوع کو نہیں چھوا ہے۔ ان موضوعات کی پیش کش کے لیے انہوں نے غزل، قصیدہ، رباعی اور قطعہ کی ہیئت کا استعمال کیا ہے اور ہر ہیئت کے فنی لوازمات کو مکمل طور پر برت کر اپنے آپ کو ایک منفرد شاعر کی حیثیت سے پیش کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

مندرجہ بالا تمام تفصیلات کا ماحصل یہ ہے کہ امام احمد

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

رضا خاں ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔ ان کے تبحرِ علمی نے ان کے لیے ہر میدان کا سپہ سالار بننے کی راہ ہموار کی۔ وہ جس میدان میں داخل ہوئے پورے آب و تاب کے ساتھ داخل ہوئے اور اس کارزار پر اپنی چھاپ اتنی گہری چھوڑی کہ اس کا نقش کبھی دھندلا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں ان کے خلوص اور جذبے کا دخل ہے اور جذبۂ صادق جب شعر و نغمہ بن کر پھوٹتا ہے تو بقولِ اقبال ؎

دل سے جو آہ نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

کا مصداق بن جاتا ہے جس سے اس کی انفرادیت قائم ہو جاتی ہے۔

میں اپنی بات سید امین اشرف کے اس قول پر ختم کرتا ہوں کہ "شاعری جذبات کے بھرپور اظہار کا ایک موثر وسیلہ ہے۔ ملٹن کی شاعری وسیلہ تھی عیسائیت کی ترویج و تبلیغ کا۔ حالی نے شاعری کو استعمال کیا سوئی ہوئی قوم کو غفلت سے جگانے کے لیے اور اقبال کے لیے شاعری وسیلہ تھی خودی کی روح پھونک کر مورِ بے پایہ کو عقابِ کہستانی بنا دینا۔ اعلیٰ حضرت کے سامنے مشن یہ تھا کہ ملت اسلامیہ کے سینوں کو عشقِ محمدی کی آتشیں سوزوں سے معمور کر دیا جائے۔ المیزان امام احمد رضا نمبر صفحہ: ۵۶۲۔

کتابیات

۱۔ حدائقِ بخشش، مولانا امام احمد رضا خاں بریلوی، قادری بک ڈپو، نو محلہ مسجد بریلی ۱۴۰۳ھ۔

۲۔ حیاتِ مولانا امام احمد رضا خاں بریلوی، پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی، ۱۹۹۹ء۔

۳۔ دبستانِ رضا، امام احمد رضا خاں اربابِ علم دانش کی نظر میں، لیس اختر مصباحی، رضوی کتاب گھر، دہلی طبع پنجم ۱۹۹۵ء۔

۴۔ سخنِ رضا مطلب ہائے حدائقِ بخشش، مولانا صوفی محمد اول قادری رضوی سنبھلی، فاروقیہ بک ڈپو، دہلی ۱۴۱۲ھ۔

۵۔ کلامِ رضا کا تحقیقی اور ادبی جائزہ، شمس بریلوی اسلامک پبلشر، دہلی۔

۶۔ ماہنامہ قاری المیزان کا امام احمد رضا نمبر، مٹیا محل دہلی ۱۹۸۹ء

۷۔ معارف رضا شمارہ نمبر ۱۹، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا پاکستان ۱۹۹۹ء۔

۸۔ معارف رضا شمارہ نمبر ۲۴، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا پاکستان، ۲۰۰۴۔

☆☆☆☆☆

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

ریسرچ فارمیٹ

خصوصی افراد اور امام احمد رضا

(خصوصی افراد کے فقہی مسائل کے حل میں مفکرِ اسلام احمد رضا حنفی کی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

از: پروفیسر دلاور خاں

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

خطوط کے آئینے میں

دور و نزدیک سے

پیش کش: مرزا فرقان احمد

محترم المقام سیّد وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی،

السلام علیکم!

اُمید ہے کہ مزاج شریف مع متعلقین بخیر و عافیت ہوں گے۔ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ اسلام کی خدمت کے لیے آپ کو سلامت باکرامت رکھے۔ (آمین)

آپ کا مکتوب گرامی جو ۲۸ دسمبر کو لکھا گیا تھا کل ۱۲ جنوری کو مجھے موصول ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔

آپ کے مکتوب شریف سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ آپ نے مدارج العرفان کا صرف وہی حصہ مطالعہ فرمایا ہے جو "معارفِ رضا" میں اشاعت کے لیے آپ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا۔ صورتحال یہ ہے کہ وہ اس سلسلے کی محض ابتداء تھی اور اُس وقت ہمارا تخمینہ تھا کہ اوّل سے آخر تک "کنزالایمان" کے معارف کے اظہار پر مشتمل یہ تحریر ۱۴، ۱۵ یا ۱۶ جلدوں پر مشتمل ہوگی لیکن جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے تو کنزالایمان کے لامتناہی معارف میں ایسے ڈوبے کہ اختصار کی حتی المقدور کوشش کے باوجود جو آثار نظر آرہے ہیں اُن سے کچھ ایسا ہی لگتا ہے کہ یہ عظیم کام کم از کم ۳۰ جلدوں پر مشتمل ہوگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

"آوازِ حق" کا ہر شمارہ پابندی کے ساتھ یکم جنوری ۲۰۰۹ تا یکم دسمبر ۲۰۰۹ء تک، ۱۲ شمارے آپ کو بھیجے جاچکے ہیں لیکن آپ کی تحریر سے معلوم ہورہا ہے کہ وہ کاپیاں آپ کو ملی نہیں یا آپ نے اوائل کی تحریر کو حرفِ آخر سمجھ کر ان کو پڑھا نہیں۔ کاش یہ تمام شمارے آپ نے پڑھ لیے ہوتے تو مزید دعاؤں سے ہمیں نوازتے۔

اب صورتحال یہ ہے کہ حضرت شاہ عبدالقادر کے موضح القرآن سے لے کر اب تک قرآن شریف کے اُردو زبان میں لکھے گئے دو (۲) درجن سے زیادہ تراجم مشاہیر کے اس تاریخی تقابلی جائزہ کی پہلی جلد زیر طباعت ہے جس کی ذمے داری علم دین پبلشرز، اُردو بازار، لاہور نے لی ہوئی ہے۔ یہ جلد میری پہلی تصنیف "اُصولِ تکفیر" کے سائز پر ۷۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اور سورۂ بقرہ شریف کی آیت نمبر ۱۷۶ تک ہے۔ جب کہ دوسری جلد کا آغاز سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۷۷ سے ہوچکا ہے۔ جس کی پہلی قسط "آوازِ حق" شمارہ جنوری ۲۰۱۰ء میں شائع ہوچکی ہے۔ لیکن افسوس کہ آپ "آوازِ حق" کے شماروں سے مستفید نہیں ہورہے ہیں۔

اس کے علاوہ جن وضاحت طلب سوالات کا ہندوستان کے مولانا امجد رضا صاحب کے لیے آپ نے فرمایا ہے۔ اُن سے متعلق دو تین سطور اس کے ساتھ ملحق ہیں:

سوال نمبر ا کا جواب ہمارے مطالعے کے مطابق یہ ہے کہ "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" توحید و رسالت کی عظمتوں کو اُجاگر کرنے کی اعلیٰ مثال ہونے کے ساتھ اُن میں سے ہر ایک کے شایانِ شان بیان پر مشتمل ہونے کی بناء پر مستحق ہے کہ اُسے گزشتہ صدی میں اس سلسلے میں لکھی گئی جملہ تحریرات کی جان قرار دیا جائے۔ چہ جائیکہ توحید و رسالت کی حدیں مٹانے جیسے گھٹیا تصور کی یہاں گنجائش ہو۔

(۲) سوال نمبر ۲ کا جواب یہ ہے کہ اس میں مستند تفاسیر سے انحراف کا تصور وہی شخص کرسکتا ہے جس کو مستند تفاسیر کے مندرجات کی حقیقت تک رسائی نہ ہو یا اس حوالے سے کنزالایمان کے معارف کا ادراک نہ ہو۔ ورنہ انصاف یہ ہے کہ کنزالایمان کے معارف تک رسائی والا کوئی شخص اِس کو کسی بھی مستند تفسیر سے انحراف کا تصور ہی نہیں کرسکتا۔

(۳) تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہمارے مطالعے کے مطابق اس میں ذرّہ برابر شک نہیں ہے کہ کنزالایمان اُردو ادب اور اُس کے محاوراتی لب و لہجہ کی اعلیٰ مثال ہے۔

(۴) چوتھے اور پانچویں سوال کا جواب یہ ہے کہ کنزالایمان اپنی اسلوبی انفرادیت، سلاستِ بیان اور فصاحتِ لسان کے حوالے سے قادرالکلامی کی اعلیٰ مثال ہے۔

(۵) چھٹے، ساتویں اور آٹھویں کا جواب یہ ہے کہ کنزالایمان کے جن الفاظ اور جس انداز کو نیا اور جدید سمجھا جاتا ہے، حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو قرآن شریف کے اُن مقامات کا حقیقی ترجمہ بھی یہی ہے جس کی پوری وضاحت مع دلائل مدارج العرفان میں ہر شخص پڑھ سکتا ہے۔ والسلام

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا پیر محمد چشتی

جامعہ غوثیہ معینیہ، بیرون یکہ توت، پشاور۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net